بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ

جلد 73

شمارہ 17

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

15 شوال 1445 ہجری قمری • 25 شہادت 1403 ہجری شمسی • 25/اپریل 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰہَ
وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ﴿۱۱۹﴾

(سورۃ التوبہ، آیت 119)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 19/اپریل 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

خدا تعالیٰ متقی اور مومن کی زندگی کا ذمہ دار ہے

اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے دور اور چار پایوں کے مشابہ ہیں ان کی زندگی کا کفیل نہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

ہماری جماعت جس نے مجھے پہچانا ہے کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان نشانات (پنڈت لیکھرام و پادری آتھم کا نشان، ڈاکٹر مارٹن کلارک کے مقدمہ میں برأت کا نشان، جلسہ مذاہب عالم کا نشان ۔ناقل) کو باسی نہ ہونے دیں۔ اس سے قوت یقین پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے اور جس نے دیکھے ہیں وہ ان کو بتلا دے جو غائب ہیں تا کہ برائیوں سے بچیں اور خدا پر تازہ ایمان پیدا کریں اور ان نشانات کو عمدہ براہین سے سجا سجا کر پیش کریں۔ یاد رکھو! خدا کے دلائل اور براہین کو جو غور سے نہیں دیکھتے، وہ اندھے ہوتے ہیں اور حق کو دیکھ نہیں سکتے اور ان کے سننے کے کان نہیں ہوتے۔ یہ لوگ چار پائے بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں اور خدا ان کی زندگی کا متکفل نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ متقی اور مومن کی زندگی کا ذمہ دار ہے۔ ھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیۡنَ (الاعراف: 197) اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے دور اور چار پایوں کے مشابہ ہیں ان کی زندگی کا کفیل نہیں۔ بھلا بتاؤ تو صحیح کہ کوئی آدمی ذبح ہوتے ہوئے بکروں کے سر پر بھی بیٹھ کر روتا ہے؟ پھر جو لوگ بکروں سے بھی گئے گزرے ہیں، ان کی زندگی کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے؟

جانوروں کی زندگی دیکھ لو کہ محنتیں ان سے لی جاتی ہیں اور ان کو ذبح کیا جاتا ہے۔ پس جو انسان خدا تعالیٰ سے قطع تعلق کرتا ہے اسکی زندگی کی ضمانت نہیں رہتی، چنانچہ فرمایا قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡ لَا دُعَآؤُکُمۡ (الفرقان: 78) یعنی اگر تم اللہ کو نہ پکارو، تو میرا ربّ تمہاری پرواہ ہی کیا رکھتا ہے۔

’’یاد رکھو جو دنیا کیلئے خدا کی عبادت کرتے ہیں یا اس سے تعلق نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ان کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتا۔‘‘

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 513، مطبوعہ 2018 قادیان)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہدیہ کا ردّ کرنا بہت ہی مکروہ بات ہے

(2568) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھے بکری کی ایک دستی یا پایہ کھانے کی دعوت دی جائے تو مَیں (اس دعوت کو) ضرور قبول کروں اور اگر بکری کی دستی یا پایہ مجھے بطور ہدیہ بھیجا جائے تو مَیں اس کو ضرور لے لوں۔

(تشریح) حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ معمولی سی دعوت طعام یا ادنیٰ سا ہدیہ بھی مَیں ردّ نہ کروں گا۔ طبرانی نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام حکیم الخزاعیہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آپؐ ہدیہ ناپسند فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا مَا اَقۡبَحَہُ لَوۡ اُھۡدِیَ اِلَیَّ کُرَاعٌ لَقَبِلۡتُ ہدیہ کا ردّ کرنا بہت ہی مکروہ بات ہے۔ اگر مجھے پائے یا کھر کی دعوت دی جائے تو مَیں وہ بھی قبول کر لوں۔ قرآن مجید نے ردّی شئے بطور ہدیہ قبول کرنا عمدہ اخلاق میں سے شمار فرمایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام حکیم خزاعیہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کرنا چاہتی تھیں اور وہ گھبراتی تھیں کہ نہ معلوم ان کا ہدیہ حضورؐ کی شان کے شایان ہے یا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوابات سے راستہ کھل گیا کہ تحفہ دینے والا اور تحفہ لینے والا یہ خیال نہ کرے کہ حقیر شئے ہے جس کا لینا دینا خلاف شان ہے۔ آپؐ کے مذکورہ بالا ارشاد میں احساس مہتری اور احساس کہتری دونوں کا علاج ہے جو ایک ایسی لعنت ہے جس سے معاشرہ میں طبقاتی تفاوت پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک طبقہ اونچا کہلاتا ہے اور دوسرا نیچا۔ اس تقسیم سے اجتماعی شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشاد سے تفاوت دور کر دینا چاہا ہے۔ تَہَادُّوۡا وَ تَحَابُّوۡا۔

(بخاری، کتاب الھبۃ، جلد 4، مطبوعہ قادیان 2008ء)

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 5/اپریل 2024 (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
مجلس خدام الاحمدیہ لاس اینجلس کی حضور انور سے ملاقات
جنازہ حاضر و غائب، وصایا، اعلان نکاح
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

عبادات میں مساوات قائم کرنے کیلئے اسلام نے امامت کیلئے کسی خاندان یا کسی خاص قوم کی خصوصیت نہیں رکھی

وہ ہر نیک انسان کو خدا تعالیٰ کا نمائندہ سمجھتا ہے اور ہر نیک انسان کو نماز میں راہنمائی کا حق دیتا ہے

اسلام نے مساجد میں بڑے اور چھوٹے کا کوئی امتیاز نہیں رکھا اور اس طرح بنی نوع انسان میں اُس نے ایک بے نظیر مساوات قائم کر دی ہے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ الحج آیت نمبر 26 (اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَیَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ الَّذِیۡ جَعَلۡنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآءَنِ الۡعَاکِفُ فِیۡہِ وَالۡبَادِ ؕ وَمَنۡ یُّرِدۡ فِیۡہِ بِاِلۡحَادٍۭ بِظُلۡمٍ نُّذِقۡہُ مِنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فرماتا ہے جو لوگ کعبۃ اللہ کے ساتھ تعلق چھوڑ دیں گے اور اسکی طرف جانے میں روک پیدا کریں گے وہ دنیا میں مساوات قائم کرنے سے محروم رہیں گے اور آخرت میں بھی عذاب پائیں گے۔ سَوَآءَنِ الۡعَاکِفُ فِیۡہِ وَالۡبَادِ میں اس مساوات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اسلام نے بیت اللہ کے قیام میں مدنظر رکھی ہے اور بتایا ہے کہ یہ مسجد کسی خاص فرد کیلئے نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کیلئے بنائی گئی ہے۔ اس میں غریب اور امیر اور مشرقی اور مغربی کا کوئی امتیاز نہیں۔ اس کا دروازہ ہر ایک کیلئے کھلا ہے۔ اس کیلئے بھی جو اُس میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرتا ہے اور اس کیلئے بھی جو جنگلوں میں رہتا ہے۔ تاریخوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ ایک عیسائی قبیلہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مذہبی تبادلہ خیالات کرنے کیلئے آیا جس میں اُن کے بڑے بڑے پادری بھی شامل تھے۔ مسجد میں گفتگو شروع ہوئی اور گفتگو لمبی ہو گئی۔ معلوم ہوتا ہے وہ اتوار کا دن تھا جو عیسائیوں میں عبادت کا دن ہے۔ جب اُن کی نماز کا وقت آ گیا تو اس قافلہ کے ایک پادری نے کہا کہ اب ہماری عبادت کا وقت ہے آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم باہر جا کر نماز ادا کر آئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ لوگوں کو باہر جانے کی کیا ضرورت ہے ہماری مسجد میں ہی عبادت کر لیں۔ آخر ہماری مسجد بھی خدا تعالیٰ کے ذکر کیلئے ہی بنائی گئی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے طریق کے مطابق مسجد نبویؐ میں ہی عبادت کی۔ (تفسیر جامع البیان لابن جریر الطبری الجزء الثالث ص 100 مطبوعہ المیمنہ مصر) یہ تاریخی واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام کے نزدیک مسجد کا دروازہ ہر مذہب و ملّت کے شرفاء کیلئے کھلا ہے اور وہ اپنے اپنے طریق کے مطابق اس میں عبادت بجا لا سکتے ہیں۔

پھر عبادات میں مساوات قائم کرنے کیلئے اسلام نے امامت کیلئے بھی کسی خاندان یا کسی خاص قوم کی خصوصیت نہیں رکھی۔ عیسائیوں میں مقررہ پادری کے سوا کوئی دوسرا آدمی نماز نہیں پڑھا سکتا۔ سکھوں میں گرنتھی کے سوا دوسرا شخص گرنتھ صاحب کا پاٹھ نہیں کرا سکتا لیکن اسلام پادریوں اور پنڈتوں کا قائل نہیں۔ وہ ہر نیک انسان کو خدا تعالیٰ کا نمائندہ سمجھتا ہے اور ہر نیک انسان کو نماز میں راہنمائی کا حق دیتا ہے۔ پھر غریب اور امیر مسجد میں ایک صف میں کھڑے ہوتے ہیں ایک جج اور ایک ملزم اور ایک جرنیل اور ایک سپاہی پہلو بہ پہلو کھڑے ہوتے ہیں اور کوئی شخص کسی دوسرے کو اُس کی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ انگریزوں کے گرجوں میں مختلف سیٹوں پر لکھا ہوا ہوتا ہے کہ یہ جگہ فلاں لاٹ صاحب کیلئے ہے اور یہ فلاں خاندان کیلئے مخصوص ہے لیکن مسلمانوں میں اس قسم کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا کیونکہ مسجد میں اسلام نے ہر ایک کو برابر کا حق دیا ہے۔ میں جب عرب ممالک میں گیا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک مسجد کی ایک جہت میں ایک حجرہ بنا ہوا تھا اور اسکے ارد گرد کٹہرا لگا ہوا تھا۔ میں نے بعض لوگوں

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

- نماز فجر کی ادائیگی اور سورج نکلنے کے بعد نماز ظہر سے پہلے پہلے
نماز اشراق، نماز ضحیٰ اور صلوٰۃ الاوابین کے نام سے مختلف نفلی نمازوں کا ذکر احادیث میں ملتا ہے
- علماء وفقہاء اُس نماز کو نمازِ اشراق یا پہلی نماز، یا نمازِ ضحیٰ کہتے ہیں جو اُس وقت پڑھی جائے جب سورج نیزہ برابر بلند ہوجائے
- نیزہ کے برابر سورج طلوع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب سورج کی پیلاہٹ دُور ہوجائے اور نماز پڑھنے کیلئے
جو ممنوع وقت ہے وہ ختم ہوجائے یعنی گھڑی کے اعتبار سے سورج نکلنے کے قریباً آدھا گھنٹہ بعد یہ وقت شروع ہوجاتا ہے
- علماء وفقہاء کے نزدیک چاشت کی نماز کا وقت تب شروع ہوتا ہے
جب سورج کی گرمی میں ایسی شدت آجائے کہ اس سے ریت اتنی گرم ہوجائے جس سے اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں
- پس اشراق کی نماز آپ سورج نکلنے کے آدھا گھنٹہ بعد تک پڑھ سکتی ہیں
اور چاشت کی نماز آپ سورج نکلنے اور اس کے ڈھلنے کے درمیانی وقت میں پڑھ سکتی ہیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:65)

سوال یوکے سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب بتادیا گیا تھا کہ آپ ہی وہ مسیح موعود ہیں جس نے آنا تھا تو پھر آپ نے یہ کیوں فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ میرے بعد کوئی اَور مسیح ابن مریم بھی آوے اور بعض احادیث کی رُو سے وہ موعود بھی ہو۔ ایسا فرمانے میں کیا حکمت ہوسکتی ہے؟ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کیوں فرمایا ہے کہ قرآن مجید سے پہلے صحیفوں میں توحید کا مضمون اس طرح واضح نہیں ہے جس طرح قرآن مجید اس کی وضاحت کرتا ہے۔ حالانکہ تمام مذاہب میں توحید کی تعلیم دی گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی ذات ہمیشہ سے ہے اور غیر مبدّل ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 25/اگست 2022ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب دنیا کی ہدایت اور اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی یا مصلح کا مبعوث ہونا اسکی ایک ایسی نعمت ہے، جس کا دنیا میں کوئی بدل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہدایت کیلئے جب بھی کسی نبی یا مصلح کی ضرورت محسوس کی تو انسانیت پر رحم کرتے ہوئے اسے دنیا کی ہدایت کیلئے ضرور مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت ہمیشہ سے اور ہمیشہ کیلئے جاری ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوسکتی۔ نام نہاد ملاؤں نے خاتم النبیین کی غلط تشریح کرکے نبوت جیسی نعمت سے امت مسلمہ کو محروم کرنے کی جو کوشش کی ہے وہ بھی قرآن کریم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیمات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی اس سنت کو معطل قرار دے کیونکہ قرآن وسنت میں امکان نبوت کی بندش کی کوئی نص موجود نہیں۔

پس باوجود اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بار بار یہ بشارت دی کہ آخرین میں دنیا کی ہدایت اور دین اسلام کی تجدید کیلئے جس مسیح محمدی نے مبعوث ہونا تھا وہ آپ ہی ہیں۔ نیز دنیا کے اس سات ہزار سالہ دور کے آخری ہزار سال کیلئے آپ ہی مسیح موعود، امام اور خاتم الخلفاء ہیں اور اس آخری ہزار سال میں کسی دوسرے مسیح کے قدم رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نہ کوئی احاطہ کرسکتا ہے اور نہ اسے روک سکتا ہے اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کرنے کیلئے اس امر کی بھی پوری طرح وضاحت فرمادی کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جب ضرورت سمجھے گا مثیل مسیح مبعوث کرسکتا ہے تا آپ کے متبعین بھی نام نہاد ملاؤں کی طرح امکان نبوت کے انکاری نہ ہوجائیں۔

چنانچہ قرآن کریم کی مختلف آیات، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دیگر مذاہب کی تاریخ سے استدلال کرتے ہوئے آپ نے انسانی نسل کی عمر سات ہزار سال ہونے اور اسکے پانچویں ہزار سال میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبعوث ہونے کا ذکر کرنیکے بعد فرمایا: ’’اب ہم ساتویں ہزار کے سر پر ہیں۔ اسکے بعد کسی دوسرے مسیح کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ زمانے سات ہی ہیں جو نیکی اور بدی میں تقسیم کئے گئے ہیں۔‘‘ (لیکچر لاہور، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 186)

فرمایا: ’’چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخر الزمان اسکے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح۔ مگر وہ جو اس کیلئے بطورِ ظل کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّد الف آخر بھی۔‘‘ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 208)

حضور علیہ السلام مجدد الف آخر بھی ہیں جس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارتوں کے تحت آپ کے ذریعہ جاری ہونے والی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ میں آنے والے آپ کے خلفاء آپ کی پیروی اور اتباع کی برکت سے اپنے اپنے وقت کے مجدّد بھی ہوں گے، اس لئے آپ کی پیروی اور اتباع سے باہر اب کسی مجدد کا آنا بھی محال ہے۔ حضور علیہ السلام اپنے بعد آنے والے مثیل مسیح کے آنے کے امکان کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اَور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدائے تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذُرّیت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اُترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کردے گا اور وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور اُن کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔‘‘
(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 179، 180)

فرمایا: ’’اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے۔‘‘
(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 251)

اسی مضمون کو ایک اور انداز میں بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: ’’عیسیٰؑ ابن مریم نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور پھر فوت ہوکر اپنے خدا کو جا ملا اور دوسرے عالم میں پہنچ کر یحییٰؑ کا ہم نشین ہوا کیونکہ اسکے واقعہ اور یحییٰ نبی کے واقعہ کو باہم مشابہت تھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نیک انسان تھا مگر اسے خدا کہنا کفر ہے۔ لاکھوں انسان دنیا میں ایسے گزر چکے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ خدا کسی کے برگزیدہ کرنے میں کبھی نہیں تھکا اور نہ تھکے گا۔‘‘
(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 29)

پس یہ اس سلسلہ کا وہ آخری ہزار سال ہے جس میں خدا تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق آپ کے روحانی فرزند اور غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خاتم الخلفاء کے طور پر مبعوث فرمایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے چونکہ یہ آخری ہزار سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ قائم ہونے والی خلافت احمدیہ حقّہ اسلامیہ کا دور ہے اس لئے اگر کسی وقت دنیا کی اصلاح کیلئے کسی مصلح کی ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے متبعین میں سے کسی ایسے شخص کو دنیا کی اصلاح کیلئے کھڑا کرے گا جو وقت کا خلیفہ ہوگا لیکن خلیفہ سے بڑھ کر آپ کا مثیل اور مصلح ہونے کا مقام بھی اسے عطا ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی جانے والی بشارتوں کے عین مطابق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقام پر فائز فرمایا تھا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس موعود خلافت کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پھر صرف خلافت کا سوال نہیں بلکہ ایسی خلافت کا سوال ہے جو موعود خلافت ہے۔ الہام اور وحی سے قائم ہونے والی خلافت کا سوال ہے۔ ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کراتا ہے اور پھر اسے قبول کرلیتا ہے مگر یہ ویسی خلافت نہیں۔ یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہوکر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ خلیفہ اوّل کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

دعا ایسی مصیبت سے نجات کے لیے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت سے بھی بچاتی ہے جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو فرمایا: پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو (الحدیث)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔

اس دنیا کو حاصل کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہونا چاہیے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے اگر یہ ہوگا تو تب ہی ہم دعا سے حقیقی فیض پانے والے ہوں گے

آج کل تو دنیا کے جو حالات ہیں، جنگوں میں بھی ایسے ہتھیار استعمال ہوتے ہیں جو آگ پھینکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس آگ سے بھی بچائے اور دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حسنات عطا فرمائے

ہمیں چاہیے کہ ہم اس سوچ کے ساتھ دعا کیا کریں کہ جہاں ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کریں وہاں اپنی اصلاح اور ہدایت اور روحانیت میں بڑھنے کے لیے بھی دعا کریں۔ صرف دنیا کے حصول کے لیے ہماری دعائیں نہ ہوں بلکہ اپنی ظاہری اور باطنی حالتوں کی بہتری کے لیے جب ہم دعا کریں گے اور خاص توجہ سے کریں گے تو پھر ہم ہر قسم کے فضلوں کی بارش ہوتا دیکھیں گے

یہ دعائیں ہی ہیں جو ہماری ذاتی زندگی میں بھی تبدیلی لائیں گی اور جماعتی زندگی میں بھی فائدہ دیں گی

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہیں ان کا ترجمہ کم ازکم یاد کر کے یا اس کا مفہوم سمجھ کر ہمیں بھی اس طرح دعائیں کرنی چاہئیں

عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے لیکن دنیا کے حکمرانوں کو اس کی کوئی فکر نہیں۔ ان کے خیال میں وہ محفوظ رہیں گے اور عوام مریں گے لیکن یہ بھی ان کی خام خیالی ہے

بعض قرآنی دعاؤں، مسنون دعاؤں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا پُراثر بیان اور پُرمعارف تشریح

رمضان کی برکات کے ہمیشہ قائم رہنے، اسیرانِ راہِ مولیٰ کی رہائی، جنگوں کی آگ سے اور ان کے بعد کے بداثرات سے محفوظ رہنے اور انسانیت کو بچانے کے لیے دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 05/اپریل 2024ء بمطابق 05/شہادت 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ (النمل:63)

یا پھر وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دُور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اَور معبود ہے۔ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ مَیں مضطر اور بے قرار کی دعائیں قبول کرتا ہوں۔ گذشتہ جمعہ بھی مَیں نے دعا کا مضمون ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالوں کی روشنی میں بیان کیا تھا کہ دعائیں کس طرح ہونی چاہئیں، ان کی حکمت، ان کی فلاسفی کیا ہے۔ یہی دعا کا مضمون آج بھی جاری ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں مضطر کی دعائیں سنتا ہوں تو مضطر سے مراد صرف بے قرار ہی نہیں ہے بلکہ ایسا شخص ہے جس کے تمام راستے کٹ گئے ہوں۔ پس جب ہم دعا کے لیے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکیں تو ایسی حالت بنا کر جھکیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کریں کہ سوائے تیرے ہمارا کوئی نہیں اور ہم تجھی پر انحصار کرتے ہیں بھروسا کرتے ہیں اور تیرے پاس ہی آئے ہیں۔

جماعتی لحاظ سے تو خاص طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اَور کوئی نہیں ہے جو ہمیں ان حالات سے نکالے جو پاکستان میں ہیں یا بعض دوسرے ملکوں میں ہیں بلکہ ذاتی طور پر بھی اگر انسان سمجھے تو اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب کام کرتا ہے۔ وہی ہے جو ہماری ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ وہی ہے جس کے آگے جھکا جا سکتا ہے۔ وہی ہے جو اسباب مہیا کرتا ہے۔ جو نہیں بھی اس کے سامنے جھکتے ان پر بھی اس کی رحمانیت کا جلوہ ہے کہ جو فیض اٹھا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مضطر کے حوالے سے جو خاص نکتہ بیان فرمایا ہے اور اس کا مَیں نے گذشتہ خطبہ میں بھی ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شناخت کی یہ خاص نشانی بیان فرمائی ہے کہ مَیں مضطر کی دعا سنتا ہوں۔

پس اپنی دعاؤں میں حالتِ اضطرار پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ پس ہمیں دعاؤں کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ یہ دعائیں ہی ہیں جو ہمیں ان حالات سے نکالیں گی جن میں ہم آج کل ہیں بلکہ امّت مسلمہ کے ابتلا سے نکالنے کے لیے بھی دعائیں ہی کام آئیں گی اگر اس کو سمجھ کر یہ لوگ دعا کریں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کی مخالفت کو ترک کریں۔

بہرحال جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہیے کہ اگر یہ اپنی دعاؤں کی قبولیت چاہتے ہیں تو اضطرار کی حالت پیدا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو

ایک جگہ بیان فرمایا ہے۔فرمایا کہ ’’یادرکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا۔‘‘فرمایا’’......قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 137۔ایڈیشن 1984ء)

اور اضطراب کی حالت وہ ہے جو سو فیصد یہ یقین ہو کہ اب دنیا کے تمام راستے بند ہو گئے ہیں اور اب ایک ہی راستہ ہے جو خدا تعالیٰ کا راستہ ہے، جو حضرتِ توّاب کا راستہ ہے جو ہمیں مشکلات سے نکال سکتا ہے۔پس اپنی دعاؤں میں یہ درد کی حالت ہمیں پیدا کرنی چاہیے ورنہ یہ دعا اور ذکرِ الٰہی اگر صرف زبانی جمع خرچ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔اس بارے میں ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور ذکر کی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کسی آدمی کا اس کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ پیچھا کر رہے ہوں یہاں تک کہ اس آدمی نے بھاگ کر ایک مضبوط قلعے میں پناہ لی اور دشمنوں کے ہاتھ لگنے سے بچ گیا۔اسی طرح انسان شیطان سے نجات پا سکتا ہے ورنہ کوئی ذریعہ نہیں۔

(شعب الایمان جزء دوم صفحہ 73 حدیث 534 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ناشرون بیروت 2003ء)

پس دعاؤں کی طرف بہت زیادہ ضرورت ہے۔

قرآنی دعائیں ہیں، مسنون دعائیں ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سکھائی ہوئی دعائیں ہیں اور اپنی زبان میں دعائیں ہیں۔اگر ہم نے ان حالات سے باہر نکلنا ہے جو ہمارے لیے پیدا کیے گئے ہیں یا پیدا کیے جا رہے ہیں تو ان کی طرف ہمیں بہت توجہ کرنی چاہیے۔پاکستان میں یا بعض دوسرے ملکوں میں آزادی سے ہم نماز نہیں ادا کر سکتے۔آزادی سے ہم اپنے عشقِ رسولؐ ظاہر نہیں کر سکتے۔آزادی سے ہم خدا تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب قرآن کریم نہیں پڑھ سکتے۔آزادی سے ہم کسی بھی قسم کے اسلامی شعائر کا اظہار نہیں کر سکتے۔شیطان کے چیلے ہر وقت اس تاک میں ہیں کہ کہاں اور کب موقع ملے اور ہم احمدیوں کے خلاف کارروائیاں کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اپنے زعم میں ثواب کمانے والے بنیں۔گذشتہ دنوں ایک احمدی کو شہید کیا اور قاتل پکڑے گئے جب ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نے فلاں مدرسے کے مولوی صاحب سے پوچھا تھا کہ جنت میں جانے کا قریب ترین راستہ کیا ہے تو انہوں نے کہا قریب ترین طریقہ یہی ہے کہ تم کسی کافر کو مار دو اور احمدی کیونکہ کافر ہیں اس لیے ان کو مارنا جائز ہے،قتل کرنا جائز ہے۔لیکن حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آنے کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔

بہرحال ہمیں اپنی حالتوں کو مضطر کی حالت بنانے کی ضرورت ہے اور مضطر کی ایک پہچان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بتائی ہے بلکہ کلامِ الٰہی کی روشنی میں یہ بتائی ہے کہ ’’لفظ مُضْطَر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر‘‘۔ (دافع البلاء، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231)

اور آج احمدی ہی ہیں جو ان ابتلاؤں سے گزر رہے ہیں، جن پر یہ پابندیاں ہیں کہ عشقِ خدا اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اظہار نہیں کر سکتے۔کوئی ذاتی خواہشات تو نہیں، کوئی ذاتی جرم تو نہیں جن کی سزائیں مل رہی ہیں۔یہ تو ابتلاؤں میں سے ہمیں گزارا جا رہا ہے۔پس ان دنوں میں اور ہمیشہ اپنی زبانوں کو دعاؤں اور ذکرِ الٰہی سے تر رکھنا چاہیے۔اپنے سجدوں میں، اپنی دعاؤں میں اضطرار کی حالت پیدا کرنی چاہیے۔اس وقت مَیں بعض قرآنی اور مسنون دعاؤں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو بھی دہراؤں گا ان دعاؤں پر صرف یہاں آمین کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ ان پر ہمیں مستقل توجہ دینی چاہیے اور غور کر کے اضطرار کے ساتھ پڑھنا بھی چاہیے۔اس کے علاوہ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو تا کہ اضطرار کی حالت زیادہ پیدا ہو۔دل اسے محسوس کرے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 146۔ایڈیشن 1984ء)

ذکرِ الٰہی کرنے والوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ذکرِ الٰہی کرنے والے اور ذکرِ الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عز وجل حدیث 6407)

پس ہمیں ان زندوں میں شمار ہونے کی کوشش کرنی چاہیے جو ذکرِ الٰہی سے اپنی زبانیں تر رکھنے والے ہوں۔پھر ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دعا ایسی مصیبت سے نجات کے لیے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت سے بھی بچاتی ہے جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔فرمایا: پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب من فتح لہ منکم باب الدعاء حدیث 3548)

پس دعا کی اہمیت کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے۔بعض دعاؤں کا ذکر مَیں کرتا ہوں جیسا کہ مَیں نے کہا سب سے پہلے تو سورہ فاتحہ ہے۔صرف نماز میں ہی نہیں ویسے بھی اسے دہراتے رہنا چاہیے۔جوبلی کی دعاؤں میں ہم نے یہ مقرر کی تھی سورۂ فاتحہ بھی لوگ ساتھ دہراتے تھے۔دوسرے عادت پڑ جانی چاہیے کہ انسان مستقل دہراتا رہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا کہ سورۂ فاتحہ کی ایک خصوصیت یہ ہے ’’اس کو توجہ اور اخلاص سے پڑھنا دل کو صاف کرتا ہے اور ظلمانی پردوں کو اٹھاتا ہے۔‘‘ جو اندھیرے دل پہ چھائے ہوئے ہیں ان کو دُور کرتا ہے ’’اور سینے کو منشرح کرتا ہے۔‘‘ انشراح بخشتا ہے۔تسلی دلاتا ہے ’’اور طالبِ حق کو حضرتِ احدیت کی طرف کھینچ کر ایسے انوار اور آثار کا مورد کرتا ہے کہ جو مقربان حضرت احدیت میں ہونی چاہئے‘‘ اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کی طرف لے جاتا ہے۔اگر انسان غور سے پڑھے تو جو قرب اللہ تعالیٰ کے مقربین کا ہوتا ہے ویسا قرب مل سکتا ہے، یہ نہیں کہ ہمیں نہیں مل سکتا ’’اور جن کو انسان کسی دوسرے حیلہ یا تدبیر سے ہرگز حاصل نہیں کر سکتا۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 402)

پس سورۂ فاتحہ کو بڑے غور سے اور سمجھ کر پڑھنے اور ورد کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو اس میں بیان دعائیں ہی انسان میں اضطرار کی حالت پیدا کر دیتی ہیں۔

پھر قرآن کریم کی ایک دعا ہے

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202)

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی حسنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حسنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اس کے بارے میں ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں وہ اس کے مراتب عالیہ کا موجب ہوتے ہیں۔کیونکہ اس کا نصب العین دین ہوتا ہے‘‘ مومن کا نصب العین دین ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا کے تعلقات بھی اس کو مرتبے عطا کرتے ہیں کیونکہ دین مقدم ہوتا ہے ’’اور دنیا، اس کا مال و جاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔پس اصل بات یہ ہے کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو۔بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو۔‘‘

فرمایا ’’دنیا مقصود بالذات نہ ہو بلکہ حصولِ دنیا میں اصل غرض دین ہو۔اور ایسے طور پر دنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔‘‘ فرمایا ’’......اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا تعلیم فرمائی ہے کہ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً (البقرۃ:202) اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے۔‘‘ پہلے دنیا رکھی ہے ’’لیکن کس دنیا کو؟......جو آخرت میں حسنات کا موجب ہو جاوے۔‘‘ وہ دنیا مقدم ہے جو آخرت میں حسنات کا موجب ہو جائے۔’’اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آ جاتا ہے کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حسنات الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہئے اور ساتھ ہی حسنۃ الدنیا کے لفظ میں ان تمام بہترین ذرائع حصول دنیا کا ذکر آ گیا ہے جو ایک مومن مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنی چاہئے۔‘‘ دنیا کے لیے حسنات مانگیں گے تو پھر آدمی دنیا کمانے کے لیے غلط کام نہیں کر سکتا۔دین مقدم ہو گا، اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہو گی تو پھر اس کے مطابق انسان کام کرے گا۔فرمایا ’’دنیا کو ہر ایسے طریق سے حاصل کرو جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو نہ وہ طریق جو کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسائی کا موجب ہو۔نہ ہم جنسوں میں کسی عار و شرم کا باعث۔ایسی دنیا بے شک حسنۃ الآخرت کا موجب ہو گی۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 91-92۔ایڈیشن 1984ء)

پس اس دنیا کو حاصل کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہونا چاہیے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اگر یہ ہو گا تو تب ہی ہم دعا سے حقیقی فیض پانے والے ہوں گے۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ہماری جماعت کو یہ دعا آج کل بہت مانگنی چاہئے کہ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اوّل صفحہ 9۔ایڈیشن 1984ء)

اس لیے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے بنیں۔اس لیے بھی کہ ہم دشمنوں کی بھڑکائی ہوئی آگ سے محفوظ رہیں اور آج کل تو دنیا کے جو حالات ہیں، جنگوں میں بھی ایسے ہتھیار استعمال ہوتے ہیں جو آگ پھینکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس آگ سے بھی بچائے اور دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی حسنات عطا فرمائے۔

پس اپنے لیے بھی اور دنیا کے لیے بھی احمدیوں کو بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔

پھر اس دعا کو بھی آج کل بہت شدت سے اور بہت اضطرار سے کرنا چاہیے۔قرآنی دعا ہے۔

رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ۔(البقرۃ:251)

اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔کسی قسم کا خوف اور حالات ہمارے قدموں کو ڈگمگا نہ دیں۔

اس دعا کا بھی بار بار اور اضطرار کے ساتھ ورد کرنا چاہیے کہ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ٝ وَاغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَارۡحَمۡنَا ٝ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ۔ (البقرۃ:287)

اے ہمارے رب! ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے اور اے ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا کہ ہم سے پہلے لوگوں پر ان کے گناہوں کے نتیجے میں تُو نے ڈالا اور اے ہمارے رب! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر تُو ہی ہمارا والی ہے۔پس ہمیں کافر قوم کے مقابلے پر نصرت عطا کر۔

ایمان کی مضبوطی کے لیے یہ دعا بھی بہت پڑھنی چاہیے

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ۔

(آل عمران:9)

اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر یقیناً تُو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

اب اس کے بعد مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی بعض دعاؤں کا ذکر کرتا ہوں۔ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے ایسی دعا سکھائیں جس کے ذریعے میں اپنی نماز میں دعا مانگوں۔آپؐ نے فرمایا تم کہو

اَللّٰھُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء فی الصلاۃ حدیث 6326)

اے اللہ! مَیں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا اور کوئی گناہ نہیں بخش سکتا سوائے تیرے۔پس تُو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔یقیناً تُو ہی بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو اس کی تاکید فرمائی۔

پھر مصعب بن سعدؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بدوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی بات سکھائیے جو مَیں کہا کروں آپؐ نے فرمایا یہ کہا کرو کہ

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ۔

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے لیے بہت حمد ہے۔پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا ربّ ہے نہ کوئی طاقت ہے نہ کوئی قوت ہے مگر اللہ کو جو غالب بزرگی والا اور خوب حکمت والا ہے۔اس بدوی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! یہ تو میرے ربّ کے لیے ہیں۔اس کی تعریف مَیں کر رہا ہوں۔میرے لیے کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ کہا کرو کہ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي۔

کہ اے اللہ! مجھے بخش دے۔مجھ پر رحم فرما۔مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء...... باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء حدیث 6848)

ایک دوسری روایت میں بیان ہے کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے یہ دعا سکھایا کرتے تھے۔ابو مالک اشجعیؓ اپنے والد سے اس کی روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اسلام لاتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے نماز سکھاتے۔پھر آپؐ اسے ارشاد فرماتے کہ ان کلمات کے ذریعے دعا کرے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء...... باب فضل التھلیل والتسبیح والدعاء حدیث 6850)

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے عافیت سے رکھ اور مجھے رزق عطا کر۔اب دو سجدوں کے درمیان جو دعا ہے اس میں بھی ہم یہ دعا پڑھتے ہیں لیکن لوگ تو صرف سجدے سے اٹھتے ہیں اور پھر بیٹھ جاتے ہیں۔لگتا ہے کہ دعا کرتے ہی نہیں۔ان کے نزدیک تو اس کی اہمیت ہی کوئی نہیں لگتی حالانکہ اس پر بڑا غور کر کے سمجھ کے پڑھنی چاہیے۔جہاں رزق سے مراد مادی رزق ہے وہاں روحانیت سے بھی اس کی مراد ہے۔اس میں بھی بڑھنے سے اس کی مراد ہے۔

پس ہمیں چاہیے کہ ہم اس سوچ کے ساتھ دعا کیا کریں کہ جہاں ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کریں وہاں اپنی اصلاح اور ہدایت اور روحانیت میں بڑھنے کے لیے بھی دعا کریں۔صرف دنیا کے حصول کے لیے ہماری دعائیں نہ ہوں بلکہ اپنی ظاہری اور باطنی حالتوں کی بہتری کے لیے جب ہم دعا کریں گے اور خاص توجہ سے کریں گے تو پھر ہر قسم کے فضلوں کی بارش ہم ہوتی دیکھیں گے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھائی ہوئی ایک دعا کا یوں ذکر ملتا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو جاگتے تو فرماتے

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ، اللّٰھُمَّ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي، وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اللّٰھُمَّ زِدْنِي عِلْمًا، وَلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي، وَهَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

(سنن ابی داؤد ابواب النوم باب مایقول الرجل اذا تعار من اللیل حدیث 5061)

اے اللہ! تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔اے اللہ! مَیں تجھ سے اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔اے اللہ! مجھے علم میں بڑھا دے اور میرے دل کو ٹیڑھا نہ کرنا بعد اس کے جب تُو نے مجھے ہدایت دے دی اور اپنی جناب سے مجھے رحمت عطا فرما یقیناً تُو ہی بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی معاملے میں پریشانی ہوتی تو آپؐ فرماتے۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات حدیث 3524)

اے زندہ اور دوسروں کو زندہ رکھنے والے! اے قائم اور دوسروں کو قائم رکھنے والے! اپنی رحمت کے ساتھ میری مدد فرما۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً روزہ دار کی اس کے افطار کے وقت کی دعا ایسی ہے جو ردّ نہیں کی جاتی۔ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ جب افطار کرتے تو کہتے۔

اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَ لِي۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الصیام باب فی (الصائم لاترد دعوتہ) حدیث 1753)

اے اللہ! مَیں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کے واسطے سے جو ہر چیز پر وسیع ہے کہ تُو مجھے بخش دے۔

پھر حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاهْدِنِي لِلطَّرِيقِ الْأَقْوَمِ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 610 ام سلمۃ زوج النبی ﷺ حدیث 27126۔عالم الکتب بیروت 1998ء)

اے میرے رب! بخش دے اور رحم فرما اور مجھے اس طریق کی ہدایت دے جو سب سے سیدھا اور درست اور مضبوط ہے۔

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کر رہے ہیں تو ہمیں کس شدّت سے کرنی چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ایک دعا کا ذکر بھی یوں ملتا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا، وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب الدعاء قبل السلام حدیث 832)

اے اللہ! مَیں تیری پناہ میں آتا ہوں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں زندگی کے فتنے سے اور موت کے فتنے سے۔اے اللہ! مَیں تیری پناہ میں آتا ہوں گناہ سے اور مالی بوجھ سے۔کسی کہنے والے نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؐ اس قدر کثرت سے کیوں مالی بوجھ سے پناہ طلب کرتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا جب آدمی پر مالی بوجھ پڑتا ہے تو جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

اب یہ دعا جو کر رہے ہیں۔آپؐ تو بہرحال ان چیزوں سے پاک تھے۔یقیناً اپنی امّت کے لیے کر رہے تھے کہ وہ ان چیزوں سے بچیں۔وہ جھوٹ سے بچیں۔وعدہ خلافی سے بچیں۔اب اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ہم یہ دعائیں کرتے ہیں تو کیا ہم ان چیزوں کی پابندی بھی کر رہے ہوتے ہیں۔پس یہ دعا بھی کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے بچائے اور دنیا کے حسنات سے ہمیں نوازتا رہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا ہے جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یوں ذکر فرمایا ہے۔یہ لمبی دعا ہے اس لیے مَیں ترجمہ پڑھ دیتا ہوں کہ

[اللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ۔ اللّٰھُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ فِتْنَةِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا، كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ]

اے اللہ! مَیں تیری پناہ میں آتا ہوں سستی اور بڑھاپے سے اور چٹی اور گناہ سے۔اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے عذاب سے اور آگ کے فتنے سے اور قبر کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے اور امیری کے فتنے کے شر سے اور محتاجی کے فتنے کے شر سے اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے۔اے اللہ! میری خطاؤں کو برف کے پانی اور ٹھنڈک سے دھو ڈال اور میرے قلب کو خطاؤں سے یوں صاف کر دے جیسے سفید کپڑا گندگی سے دھویا جاتا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان دوری پیدا کر دے جیسا کہ تُو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری پیدا کر دی۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الاستعاذۃ من ارذل العمر...... حدیث 6375)

تو اس میں بہت ساری دعائیں آ گئی ہیں

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا۔پہلی حدیث اس سے ملتی جلتی ہے تو ہمیں کس قدر اس کی طرف توجہ دینی چاہیے! پس یہ دعائیں ہی ہیں جو ہماری ذاتی زندگی میں بھی تبدیلی لائیں گی اور جماعتی زندگی میں بھی فائدہ دیں گی لیکن ہمیں اس کے ساتھ اس درد کو بھی محسوس کرنا ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دعاؤں کے وقت محسوس کرتے ہوں گے اور صرف اپنے لیے نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی امّت کے لیے کرتے تھے۔پس یہ دعائیں کرتے ہوئے اس بات کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں کیا درد ہوگا۔

آپؐ نے مسیح دجال کے فتنے سے بھی خاص طور پر پناہ مانگی جو اس زمانے میں اپنے عروج پر ہے۔پس مسیح موعود کے غلاموں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی متبعین میں سے ہیں خاص طور پر دعاؤں کی طرف توجہ دینی چاہیے اور ان فتنوں سے بچنے کے لیے اور خاص طور پر فتنہ دجال سے بچنے کے لیے اور دنیا کو بچانے کے لیے اس دعا کی بہت ضرورت ہے۔

بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجد کی نماز میں جو ایک دعا کا ذکر ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد پڑھنے کے لیے اٹھتے تو فرماتے۔یہ دعا لمبی ہے اس کا میں ترجمہ پڑھ دیتا ہوں کہ [اللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ

اَلْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ (صلّى الله عليه وسلّم) حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ]

اے اللہ! سب تعریفوں کا تُو حقدار ہے تُو آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے اور ان کو بھی جو ان میں ہیں اور ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت تیری ہے اور ان کی بھی جو اُن میں ہیں۔ ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے تُو آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے اور ان کا جو اُن میں ہیں اور ہر قسم کی تعریف کا تُو ہی مستحق ہے تُو برحق ہے تیرا وعدہ برحق ہے تیری ملاقات برحق ہے تیرا ارشاد برحق ہے اور جنت برحق ہے اور آگ برحق ہے اور انبیاء برحق ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں اور موعود گھڑی برحق ہے۔ اے اللہ! مَیں تیرے حضور جھکا ہوں اور تیری خاطر میں نے جھگڑا کیا اور تیرے حضور فیصلہ چاہا۔ پس تُو مجھے بخش دے جو مَیں نے پہلے آگے بھیجا اور جو بعد کے لیے رکھ دیا اور جسے مَیں نے پوشیدہ کیا اور جس کا مَیں نے اظہار کیا۔ تُو مقدم ہے اور تُو موخر ہے صرف تُو ہی عبادت کے لائق ہے یا فرمایا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(صحیح البخاری کتاب التہجد باب التہجد باللیل حدیث 1120)

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مَیں نے آج رات آپؐ کی دعا سنی ہے اس میں سے جو مجھ تک پہنچا آپؐ کہہ رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ۔

اے اللہ! مجھے میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے میرا گھر وسیع کر دے اور میرے لیے اس میں برکت رکھ دے جو تُو نے مجھے بطور رزق عطا فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دیکھتے ہو کہ ان کلمات نے کوئی چیز چھوڑی ہے۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات حدیث 3500)

تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہیں ان کا ترجمہ کم از کم یاد کر کے یا اس کا مفہوم سمجھ کر ہمیں بھی اس طرح دعائیں کرنی چاہئیں۔

پھر بخاری میں ایک دعا اس طرح ملتی ہے کہ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا، وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا، وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا، وَعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا، وَعَنْ يَسَارِيْ نُوْرًا، وَفَوْقِيْ نُوْرًا، وَتَحْتِيْ نُوْرًا، وَأَمَامِيْ نُوْرًا، وَخَلْفِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء اذا انتبہ من اللیل حدیث 6316)

یہ بھی یہ روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میرے دل میں نور رکھ دے۔ میری بصارت و بصیرت میں نور رکھ دے۔ میری سماعت میں نور رکھ دے۔ میرے دائیں بھی نور رکھ دے۔ میرے بائیں بھی نور رکھ دے۔ میرے اوپر بھی نور ہو اور میرے نیچے بھی نور ہو اور میرے آگے بھی نور رکھ دے اور میرے پیچھے بھی نور رکھ دے اور میرے لیے نور ہی نور کر دے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا کا یوں ذکر ہے۔ زِیاد بن عِلَاقہ اپنے چچا قُطْبَہ بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ

[اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ]

اے میرے اللہ! مَیں بُرے اخلاق اور بُرے اعمال سے اور بُری خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب دعاء ام سلمۃ حدیث 3591)

بڑی مختصر سی یہ دعا ہے اور یہ ہر کوئی آرام سے کر بھی سکتا ہے۔ بُرے اخلاق بُرے اعمال اور بُری خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اگر یہ انسان کرے اور درد سے کرے تو بہت ساری برائیاں بھی دُور ہو جائیں گی اور نیکیاں پیدا ہو جائیں گی۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کثرت سے دعائیں کیں کہ ہم کو ان میں سے کچھ بھی یاد نہ رہا۔ بیٹھے ہوں گے۔ دعائیں سکھا رہے ہوں گے۔ بہت ساری دعائیں کیں۔ چنانچہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ اتنی زیادہ دعائیں تھیں کہ ہمیں یاد نہیں رہا۔ کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپ نے بہت سی دعائیں کی ہیں مگر ہم کو تو ان دعاؤں میں سے کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مَیں تم لوگوں کو ایک ایسی دعا نہ بتا دوں جو ان سب دعاؤں کی جامع دعا ہے۔

سنیں غور سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا۔ فرمایا کہ تم لوگ یہ دعا کیا کرو کہ

[اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ]

اے اللہ! ہم تجھ سے اس خیر کے طالب ہیں جس خیر کے طالب تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ہم ہر اس شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں جس سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے پناہ طلب کی تھی اور اصل مددگار تو تُو ہی ہے اور تجھ ہی سے ہم دعائیں مانگتے ہیں اور اللہ کی مدد کے بغیر نہ تو ہم نیکی کرنے کی طاقت پاتے ہیں اور نہ ہی شیطان کے حملوں سے بچنے کی قوت۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات حدیث 3521)

پس اگر ہم یہ دعا کریں گے تو جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا ہو گی وہاں تمام جامع دعائیں ہمارے دل میں سے نکلنا شروع ہو جائیں گی۔

پھر بخشش اور مغفرت کی ایک دعا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ

[رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَ جَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ كُلِّهِ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطَايَايَ وَعَمْدِيْ وَجَهْلِيْ وَ جِدِّيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ]

اے میرے رب! میری خطائیں، میری جہالتیں، میرے تمام معاملات میں میری زیادتیاں جو تُو مجھ سے زیادہ جانتا ہے مجھے بخش دے۔ اے میرے اللہ! اب یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کر رہے ہیں جن میں یہ برائیوں کا، ان باتوں کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ نیکیاں ہی نیکیاں تھیں لیکن کس لیے؟ امّت کے لیے، امّت کو سکھانے کے لیے یہ فرما رہے ہیں کہ اے میرے اللہ! مجھے میری خطائیں، میری عمداً کی گئی غلطیاں، جہالت اور سنجیدگی سے ہونے والی میری غلطیاں مجھے معاف فرما دے اور یہ سب میری طرف سے ہوئی ہیں۔ اے اللہ! مجھے میرے وہ گناہ بخش دے جو مَیں پہلے کر چکا ہوں اور جو مجھ سے بعد میں سرزد ہوئے ہیں اور جو مَیں چھپ کر کر چکا ہوں اور جو مَیں اعلانیہ کر چکا ہوں۔ مقدم و مؤخر تُو ہی ہے اور تُو ہر ایک چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب قول النبی ﷺ اللّٰھم اغفر لی ما قدَّمتُ وَمَا اَخرت حدیث 6398)

یہ بخاری کی حدیث ہے اور یہ روایتیں اس لیے ہیں کہ ہم یہ دعا کریں۔ پس یہ ہمارے لیے دعائیں سکھائی گئی ہیں۔

پھر مصیبت اور حالتِ کرب کی ایک دعا کا ذکر یوں ملتا ہے کہ

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعا عند الکرب حدیث 6346)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکلیف کی حالت میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عظمت والا اور بُردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عرش عظیم کا ربّ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمان و زمین کا اور عرشِ کریم کا ربّ ہے۔

پھر ابتلا کے وقت کی ایک دعا اس طرح ہے۔ اس کا حضرت ابو ہریرہؓ نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشِّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ۔ (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب التعوذ من جہد البلاء حدیث 6347)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناقابل برداشت آزمائشوں، بدبختی، بُری قضا اور دشمن کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرمایا کرتے تھے۔

دنیا کے فتنے سے بچنے کے لیے ایک دعا ہے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ نُرَدَّ إِلٰى أَرْزَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب التعوذ من فتنۃ الدنیا حدیث 6390)

مصعب بن سعد بن ابی وقاصؓ اپنے والد سے یہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ کلمات ایسے سکھایا کرتے تھے جس طرح لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔ اس طرح لکھاتے تھے تاکید کرتے تھے جس طرح لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔ یہ دعا کیا تھی جو سکھاتے تھے کہ اے اللہ! مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ مَیں ارزل العمر کی طرف لوٹایا جاؤں اور تیری پناہ چاہتا ہوں دنیاوی آزمائشوں میں گھرنے سے اور قبر کے عذاب میں گرفتار ہونے سے۔ بڑی جامع دعا ہے۔

حصولِ رشد کی دعا۔

اس کا ترجمہ یہ ہے عمران بن حُصَین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد حُصَین کو فرمایا اگر تُو اسلام قبول کر لیتا تو میں تمہیں دو کلمات سکھاتا جو تیرے لیے نفع کا موجب ہوتے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حُصین نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! مجھے وہ دو کلمات سکھایئے جن کا آپؐ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ کہا کرو کہ

اَللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَأَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ۔

کہ اے اللہ! مجھے میری ہدایت کے ذرائع الہام کر اور میرے نفس کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔

(سنن الترمذی ابواب الدعوات باب قصۃ تعلیم الدعا...... حدیث 3483)

یہ دعا بھی فی زمانہ بہت پڑھنے کی ضرورت ہے۔ دشمنوں کے بد ارادوں کے خلاف دعا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب مایقول اذا خاف قومًا حدیث 1537)

حضرت ابو بُردہ بن عبداللہؓ نے یہ روایت کی ہے۔ کہتے ہیں میرے والد نے مجھے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کی طرف سے خوف محسوس کرتے تو ان الفاظ میں یہ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ! ہم تجھے ان کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

یہ دعا بھی آج کل احمدیوں کو بہت زیادہ پڑھنی چاہیے۔ دشمنوں کے شر سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔

اب ان دعاؤں کے بارے میں مَیں بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ہمیں ملتی ہیں۔ جن میں بعض ارشادات ہیں اور بعض دعائیں ہیں۔ اپنے ایک خط میں مولوی نذیر حسین صاحب سخاؔ دہلوی نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں لکھا کہ حصولِ حضور کا کیا طریقہ ہے؟ کس طرح ہم اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا کریں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ طریق یہی ہے کہ نماز میں اپنے لئے دعا کرتے رہیں اور سرسری اور بے خیال نماز پر خوش نہ ہوں بلکہ جہاں تک ممکن ہو توجہ سے نماز ادا کریں اور اگر توجہ پیدا نہ ہو تو پنج وقت ہر یک نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور میں بعد ہر رکعت کے کھڑے ہو کر یہ دعا کریں۔'' یعنی جب قیام کرتے ہیں اس وقت یہ دعا کریں ''کہ اے خدائے تعالیٰ قادر ذوالجلال! مَیں گنہگار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں ہو سکتا تُو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تا کہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دُور ہو کر حضور نماز میں میسر آوے۔'' (مکتوباتِ احمد جلد پنجم صفحہ 471۔ ایڈیشن 2015ء)

نماز میں توجہ پیدا کرنے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔

پھر ایک جگہ آپؑ نے یہ دعا کی ہے کہ

''اے میرے محسن اور میرے خدا! مَیں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں تُو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تُو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اَور کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین''

(مکتوباتِ احمد جلد دوم صفحہ 10۔ ایڈیشن 2015ء)

یہ ایسی دعا ہے جسے مَیں سمجھتا ہوں روزانہ ضرور پڑھنا چاہیے۔ اپنا جائزہ لینا چاہیے۔ یہ دعا آپؑ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک خط میں لکھی تھی۔ ان کا مقام دیکھ کر ہمیں غور کرنا چاہیے کہ کس توجہ سے ہمیں یہ دعا کرنی چاہیے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کو اگر یہ دعا لکھی تھی تو ہمیں اَور بڑھ بڑھ کے یہ دعا توجہ سے کرنی چاہیے۔ دل سے نکلی ہوئی دعا ہو گی تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بھی کھینچنے والی ہو گی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک دعا ہے جو جہاں آپؑ کی عاجزی اور خشیت اللہ کا اظہار کرتی ہے وہاں ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ ہم بھی اپنی حالت کا جائزہ لے کر یہ دعا کریں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

''اے رب العالمین! تیرے احسانوں کا مَیں شکر نہیں کر سکتا تُو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا مَیں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تُو راضی ہو جائے۔ مَیں تیری وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 235۔ ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ کی ایک دعا ہے جو آپؑ نے پیغامِ صلح کے شروع میں تحریر فرمائی ہے جس کی طرف ہمیں بہت توجہ دینی چاہیے۔ فرمایا کہ

''اے میرے قادر خدا! اے میرے پیارے رہنما!! تُو ہمیں وہ راہ دکھا جس سے تجھے پاتے ہیں اہلِ صدق و صفا اور ہمیں ان راہوں سے بچا جن کا مدعا صرف شہوات ہیں یا کینہ یا بغض یا دنیا کی حرص و ہوا۔''

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439)

دین ہمیں مقدم ہو۔

پھر ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا۔

''سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا ہے اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دُور کر دے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے۔'' (ملفوظات جلد 7 صفحہ 39۔ ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ کی ایک دعا ہے کہ ''ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہیں تُو ہم کو معاف فرما اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔'' (اخبار البدر جلد نمبر ۲ صفحہ ۳۰)

دنیا کی اصلاح کے درد میں آپؑ کی ایک دعا کا یوں ذکر ملتا ہے کہ

''اے خداوند قادر مطلق! اگرچہ قدیم سے تیری یہی عادت اور یہی سنت ہے کہ تو بچوں اور اُمیوں کو سمجھ عطا کرتا ہے اور اس دنیا کے حکیموں اور فلاسفروں کی آنکھوں اور دلوں پر سخت پردے تاریکی کے ڈال دیتا ہے مگر مَیں تیری جناب میں عجز اور تضرع سے عرض کرتا ہوں کہ ان لوگوں میں سے بھی ایک جماعت ہماری طرف کھینچ لا'' یعنی جو بڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں ان لوگوں میں سے ایک جماعت ہماری طرف کھینچ لا ''جیسے تُو نے بعض کو کھینچا بھی ہے اور ان کو بھی آنکھیں بخش اور کان عطا کر اور دل عنایت فرما تا وہ دیکھیں اور سنیں اور سمجھیں اور تیری اس نعمت کا جو تُو نے اپنے وقت پر نازل کی ہے'' یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نازل ہونا، آنا۔ ''قدر پہچان کر اس کے حاصل کرنے کے لئے متوجہ ہو جائیں۔ اگر تُو چاہے تو تُو ایسا کر سکتا ہے کیونکہ کوئی بات تیرے آگے اَن ہونی نہیں۔ آمین'' (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 120)

آج بھی اس دعا کی ہمیں آپؑ کی پیروی میں ضرورت ہے۔

دنیا کی اور خاص طور پر مسلم امہ کی اصلاح ہو گی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ پیدا ہو گی تو تب ہی ان کی کھوئی ہوئی عظمت انہیں ملے گی اور دنیا میں جو آج ان کی ہر جگہ سبکی ہو رہی ہے اس سے بھی نجات ملے گی۔ خدا تعالیٰ ہمارے لیڈروں کو اور علماء کو بھی عقل دے۔ ان میں سے بھی بعض ایسے نیک فطرت ہوں گے اللہ تعالیٰ انہیں اس طرف کھینچ کے لائے۔ پس ہمیں بڑے درد سے اس دعا کو بھی کرنا چاہیے۔

پھر آپؑ کی ایک دعا کا ذکر یوں ملتا ہے۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو ایک خط میں آپؑ نے یہ دعا لکھی تھی کہ ''دعا بہت کرتے رہو اور عاجزی کو اپنی خصلت بناؤ۔ جو صرف رسم اور عادت کے طور پر زبان سے دعا کی جاتی ہے یہ کچھ بھی چیز نہیں۔'' جو صرف رسم اور عادت کے طور پر زبان سے دعا کی جاتی ہے وہ کچھ بھی چیز نہیں ہوتی۔ ''...... جب دعا کرو تو بجز صلوٰۃ فریضہ کے یہ دستور رکھو کہ اپنی خلوت میں جاؤ اور اپنی ہی زبان میں نہایت عاجزی کے ساتھ'' یعنی صرف فرض نمازیں نہیں بلکہ نفل نمازوں میں بھی۔ نہایت عاجزی کے ساتھ ''جیسے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ ہوتا ہے خدائے تعالیٰ کے حضور میں دعا کرو۔ کہ اے رب العالمین! تیرے احسان کا مَیں شکر نہیں کر سکتا۔ تُو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا مَیں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تُو راضی ہو جاوے۔ مَیں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین''

(مکتوباتِ احمد جلد دوم صفحہ 158-159۔ ایڈیشن 2015ء)

اور ان دعاؤں کی قبولیت کے لیے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھیں۔ درود کے بغیر ہماری دعائیں ہوا میں معلق ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچتی نہیں۔ پس

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اس کا بہت زیادہ ہمیں ورد کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی دے کہ ہم اپنے دل سے یہ دعائیں کرنے والے ہوں۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کریں اور وہ حقیقی بے قرار اور مضطر بن کر دعائیں کریں جن کے دل کی گہرائیوں سے یہ دعائیں نکل رہی ہوں۔ رمضان کی برکات کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لیے بھی دعا کریں۔ اس جمعہ کی برکات اور آئندہ آنے والے تمام جمعوں کی برکات ہم حاصل کرنے والے ہوں۔ اسیران کی رہائی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے کے جرم میں اسیر ہیں ان کیلئے بہت دعا کریں۔ چاہے وہ پاکستان میں ہیں، یمن میں ہیں یا اَور جگہوں پہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے سامان پیدا فرمائے اور شریروں کے شر ان پر الٹائے۔ ہمیں اور ہماری نسلوں کے جنگوں کی آگ سے محفوظ رہنے اور اس کے بعد کے اثرات سے محفوظ رہنے کیلئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔ اور اب لگتا ہے کہ یہ جنگ سامنے کھڑی کیا اب تو شروع ہو چکی ہے بلکہ عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے لیکن دنیا کے حکمرانوں کو اس کی کوئی فکر نہیں۔ ان کے خیال میں وہ محفوظ رہیں گے اور عوام مریں گے لیکن یہ بھی ان کی خام خیالی ہے۔ اپنی اَنا کو مقدم کر رہے ہیں۔ عوام کی تو ان کو کوئی پروا بھی نہیں ہے۔ یہی دجالی چالیں ہیں۔ عوام کو اپنے دام میں پھنسا لیا ہے کہ ہم تمہارے لیے یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں اور اب تو عوام میں کہیں کہیں بہرحال آوازیں اٹھنی شروع ہو گئی ہیں لیکن ان کی چالوں نے لوگوں کو خدا تعالیٰ سے دُور کر دیا ہے۔ خود تو یہ دُور ہیں ہی اور ساتھ ہی ہر قسم کی بے حیائی اور بے باکی عروج پر ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہی نکلنا ہے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں۔ ایسے میں احمدیوں کو اپنے آپ کو خدا کے قریب کرنے اور دعاؤں میں اضطرار پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے تا کہ ان کے شر سے بچ سکیں۔ ان کے نیک فطرت لوگوں کے بھی شر سے بچنے کیلئے، جو ان کے نیک فطرت لوگ ہیں ان کیلئے بھی دعا کریں کہ وہ بھی شر سے بچ جائیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جنگ عظیم تو شروع ہو چکی ہے فلسطین کی سرحدوں سے اب یہ جنگ باہر نکل گئی ہے۔ انہوں نے سیریا میں ایران کے سفارت خانے میں جو حملہ کیا ہے یہ کسی بھی قانون کے تحت ایک بہت بڑا جرم ہے۔ اسرائیل نے کیا ہے اس لیے دنیا خاموش ہے۔ اب اس سے مزید جنگ پھیلے گی۔ ان کے امدادی کارکنوں کے مرنے پر اب شور مچا ہے اور کچھ لوگ بولنے لگ گئے ہیں لیکن معصوم فلسطینیوں کے مرنے پر یہ خاموش تھے۔ جب اپنے لوگ مرے ہیں تو اب اس درد کو یہ محسوس کر رہے ہیں۔ بہرحال یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ انسانیت کو بچا لے اور ہمیں دعاؤں میں بھی اپنا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 26/اپریل 2024ء صفحہ 1 تا 8)

......☆......☆......☆......

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

غزوہ بنو مصطلق اور واقعہ افک
شعبان 5 ہجری (بقیہ حصہ)

جنگ کے اختتام کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دن تک مریسیع میں قیام فرمایا مگر اس قیام کے درمیان منافقین کی طرف سے ایک ایسا ناگوار واقعہ پیش آیا جس سے قریب تھا کہ کمزور مسلمانوں میں خانہ جنگی تک نوبت پہنچ جاتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موقع شناسی اور مقناطیسی اثر نے اس فتنہ کے خطرناک نتائج سے مسلمانوں کو بچالیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت عمر کا ایک نوکر جہجاہ نامی مریسیع کے مقامی چشمہ پر سے پانی لینے کے لئے گیا۔ اتفاقاً اسی وقت ایک دوسرا شخص سنان نامی بھی جو انصار کے حلیفوں میں سے تھا پانی لینے کیلئے وہاں پہنچا۔ یہ دونوں شخص جاہل اور عامی لوگوں میں سے تھے۔ چشمہ پر یہ دونوں شخص آپس میں جھگڑ پڑے اور جہجاہ نے سنان کو ایک ضرب لگادی۔ پس پھر کیا تھا سنان نے زور زور سے چلانا شروع کردیا کہ اے انصار کے گروہ! میری مدد کو پہنچو کہ میں پٹ گیا۔ جب جہجاہ نے دیکھا کہ سنان نے اپنی قوم کو بلایا ہے تو اس نے بھی اپنی قوم کے لوگوں کو پکارنا شروع کردیا کہ اے مہاجرین بھاگیو دوڑیو۔ جن انصار و مہاجرین کے کانوں میں یہ آواز پہنچی وہ اپنی تلواریں لے کر بے تحاشا اس چشمہ کی طرف لپکے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں ایک اچھا خاصہ مجمع ہوگیا اور قریب تھا کہ بعض جاہل نوجوان ایک دوسرے پر حملہ آور ہوجاتے مگر اتنے میں بعض سمجھدار اور مخلص مہاجرین وانصار بھی موقع پر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے فوراً لوگوں کو علیحدہ علیحدہ کرکے صلح صفائی کروادی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا ”یہ ایک جاہلیت کا مظاہرہ ہے اور اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اس طرح معاملہ رفع دفع ہوگیا، لیکن جب منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبیّ بن سلول کو جو اس غزوہ میں شامل تھا اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو اس بدبخت نے اس فتنہ کو پھر جگانا چاہا اور اپنے ساتھیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف بہت کچھ اکسایا اور کہا یہ سب تمہارا اپنا قصور ہے کہ تم نے ان بے خانماں مسلمانوں کو پناہ دے کر ان کو سر پر چڑھالیا ہے۔ اب بھی تمہیں چاہئے کہ ان کی اعانت سے دست بردار ہوجاؤ پھر یہ خود بخود چھوڑ چھاڑ کر چلے جائیں گے اور بالآخر اس بدبخت نے یہاں تک کہہ دیا کہ لَئِنۡ رَّجَعۡنَاۤ اِلَی الۡمَدِیۡنَۃِ لَیُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡہَا الۡاَذَلَّ یعنی ”دیکھو تو اب مدینہ میں جاکر عزت والا شخص یا گروہ ذلیل شخص یا گروہ کو اپنے شہر سے باہر نکال دیتا ہے یا نہیں؟ اس وقت ایک مخلص مسلمان بچہ زید بن ارقم بھی وہاں بیٹھا تھا اس نے عبداللہ کے منہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ الفاظ سنے تو بے تاب ہوگیا۔ اور فوراً اپنے چچا کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عمرؓ بھی بیٹھے تھے۔ وہ یہ الفاظ سن کر غصہ وغیرت سے بھر گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے یارسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق فتنہ پرداز کی گردن اڑادوں۔ آپ نے فرمایا ”عمر! جانے دو۔ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ لوگوں میں یہ چرچا ہو کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرواتا پھرتا ہے۔“ پھر آپ نے عبداللہ بن اُبیّ اور اس کے ساتھیوں کو بلوا بھیجا اور ان سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ وہ سب قسمیں کھاگئے کہ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ بعض انصار نے بھی بطریق سفارش عرض کیا کہ زید بن ارقم کو غلطی لگی ہوگی۔ آپ نے اس وقت عبداللہ بن اُبیّ اور اس کے ساتھیوں کے بیان کو قبول فرمالیا اور زید کی بات رد کردی جس سے زید کو سخت صدمہ ہوا مگر بعد میں قرآنی وحی نے زید کی تصدیق فرمائی اور منافقین کو جھوٹا قرار دیا۔ اِدھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبیّ وغیرہ کو بلاکر اس بات کی تصدیق شروع فرمادی اور اُدھر آپ نے حضرت عمر سے ارشاد فرمایا کہ اسی وقت لوگوں کو کوچ کا حکم دے دو۔ یہ وقت دوپہر کا تھا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عموماً کوچ نہیں فرمایا کرتے تھے کیونکہ عرب کے موسم کے لحاظ سے یہ وقت سخت گرمی کا وقت ہوتا ہے اور اس میں سفر کرنا نہایت تکلیف دہ ہوتا ہے مگر آپ نے اس وقت کے حالات کے مطابق یہی مناسب خیال فرمایا کہ ابھی کوچ ہوجاوے۔ چنانچہ آپ کے حکم کے ماتحت فوراً سارا اسلامی لشکر واپسی کیلئے تیار ہوگیا۔ غالباً اسی موقع پر اسید بن حضیر انصاری جو قبیلہ اوس کے نہایت نامور رئیس تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ تو عموماً ایسے وقت میں سفر نہیں فرمایا کرتے آج کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا ”اسید! کیا تم نے نہیں سنا کہ عبداللہ بن اُبیّ نے کیا الفاظ کہے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ ”ہم مدینہ چل لیں۔ وہاں پہنچ کر عزت والا شخص ذلیل شخص کو باہر نکال دے گا۔“ اسید نے بے ساختہ عرض کیا۔ ہاں یارسول اللہ آپ چاہیں تو بے شک عبداللہ کو مدینہ سے باہر نکال سکتے ہیں کیونکہ واللہ عزت والے آپ ہیں اور وہی ذلیل ہے۔“ پھر اسید بن حضیر نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ آپ کے تشریف لانے سے قبل عبداللہ بن اُبیّ اپنی قوم میں بہت معزز تھا اور اس کی قوم اس کو اپنا بادشاہ بنانے کی تجویز میں تھی جو آپ کے تشریف لانے سے خاک میں مل گئی۔ پس اسی وجہ سے اسکے دل میں آپ کے متعلق حسد بیٹھ گیا ہوا ہے۔ اس لئے اس کی بکواس کی کچھ پروانہ کریں اور اس سے درگزر فرماویں۔ تھوڑی دیر میں عبداللہ بن اُبیّ کا لڑکا جس کا نام حباب تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدل کر عبداللہ کردیا تھا اور وہ ایک بہت مخلص صحابی تھا گھبرایا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ یارسول اللہ میں نے سنا ہے کہ آپ میرے باپ کی گستاخی اور فتنہ انگیزی کی وجہ سے اس کے قتل کا حکم دینا چاہتے ہیں۔ اگر آپ کا یہی فیصلہ ہے تو آپ مجھے حکم فرمائیں میں ابھی اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں لاڈالتا ہوں مگر آپ کسی اور کو ایسا ارشاد نہ فرمائیں۔ کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی جاہلیت کی رگ میرے بدن میں جوش مارے اور میں اپنے باپ کے قاتل کو کسی وقت کوئی نقصان پہنچا بیٹھوں اور خدا کی رضا چاہتا ہوا بھی جہنم میں جاگروں۔“ آپ نے اسے تسلی دی اور فرمایا کہ ہمارا ہرگز یہ ارادہ نہیں ہے بلکہ ہم بہرحال تمہارے والد کے ساتھ نرمی اور احسان کا معاملہ کریں گے۔ مگر عبداللہ بن عبداللہ بن اُبیّ کو اپنے باپ کے خلاف اتنا جوش تھا کہ جب لشکر اسلامی مدینہ کی طرف لوٹا تو عبداللہ اپنے باپ کا راستہ روک کر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم! میں تمہیں واپس نہیں جانے دوں گا جب تک تم اپنے منہ سے یہ اقرار نہ کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معزز ہیں اور تم ذلیل ہو اور عبداللہ نے اس اصرار سے اپنے باپ پر زور ڈالا کہ آخر اس نے مجبور ہوکر یہ الفاظ کہہ دیئے جس پر عبداللہ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔

جب واپسی کا کُوچ شروع ہوا تو اس دن کا بقیہ حصہ اور ساری رات اور اگلے دن کا ابتدائی حصہ لشکر اسلامی برابر لگاتار چلتا رہا اور جب بالآخر ڈیرہ ڈالا گیا تو لوگ اس قدر تھک کر چور ہوچکے تھے کہ مقام کرتے ہی ان میں سے اکثر گہری نیند سوگئے اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیدار مغزی سے لوگوں کی توجہ اس ناگوار واقعہ کی طرف سے ہٹ کر ایک لمبے وقفہ تک دوسری طرف لگی رہی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو منافقین کی فتنہ انگیزی سے بچالیا۔ دراصل منافقین مدینہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ جس طرح بھی ہوسکے مسلمانوں میں خانہ جنگی اور باہمی انشقاق کی صورت پیدا کردیں۔ نیز اگر ممکن ہو تو ان کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو کم کردیں۔ مگر اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقناطیسی شخصیت نے مسلمانوں میں ایسا رشتہ اتحاد پیدا کردیا تھا کہ کوئی سازش اس میں رخنہ انداز نہیں ہوسکتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق تو مسلمانوں کے دلوں میں عزت واحترام اخلاص وایمان اور محبت وعشق کے وہ جذبات راسخ ہوچکے تھے کہ انہیں متزلزل کرنا کسی بشر کی طاقت میں نہیں تھا۔ چنانچہ اسی موقع پر دیکھ لو کہ عبداللہ بن اُبیّ رئیس المنافقین نے دو عامی مسلمانوں کے ایک وقتی جھگڑے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کس طرح صحابہ میں اختلاف وانشقاق کا بیج بونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ورعب کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کی مگر اسے کیسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور خدا نے اسے خود اسکے بیٹے کے ہاتھوں سے وہ ذلت کا پیالہ پلایا جو اسے غالباً مرتے دم تک نہ بھولا ہوگا۔ (باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 555 تا 559، مطبوعہ قادیان 2011)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

سے اسکے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ پُرانے زمانہ میں جب بادشاہ آتے تھے تو وہ اس حجرہ میں نماز پڑھا کرتے تھے اور اسکی وجہ انہوں نے یہ بتائی کہ ایک دفعہ کوئی بادشاہ آیا اور اسکے ساتھ ہی ایک جھاڑو دینے والا بیٹھ گیا۔ اُسکے نوکروں نے اُسے ہٹانا چاہا تو سب مسلمان اور قاضی پیچھے پڑ گئے اور انہوں نے کہا یہ خدا کی مسجد ہے یہاں چھوٹے اور بڑے کا کوئی سوال نہیں۔ مسجد میں اگر کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی بیٹھا ہو تو اُس کے ساتھ اُس دن کا نومسلم جو خاکروبوں یا ساہنسیوں میں سے آیا ہو کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتا ہے، چاہے وہ بڑا آدمی بادشاہ ہی کیوں نہ ہو چنانچہ اس کو نہ اٹھایا گیا۔ مگر بادشاہ پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ اُس نے جگہ بدل کر پیچھے کی طرف اپنے لئے حجرہ بنوایا۔ میں نے جب یہ واقعہ سنا تو اپنے دل میں کہا کہ اسلام کے ایک حکم کی بے حرمتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آئندہ اس سے مسجد میں نماز پڑھنے کی توفیق ہی چھین لی کیونکہ جس جگہ حجرہ بنایا گیا تھا وہ مسجد کا حصّہ نہیں تھا۔ بہر حال اسلام نے مساجد میں بڑے اور چھوٹے کا کوئی امتیاز نہیں رکھا اور اس طرح بنی نوع انسان میں اُس نے ایک بے نظیر مساوات قائم کردی ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 6، صفحہ 24، مطبوعہ 2010 قادیان)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

12 ربیع الاول کا دن وہ دن ہے جب دنیا میں وہ نور آیا جس کو اللہ تعالیٰ نے سراجِ منیر کہا۔ جس نے تمام دنیا کو روحانی روشنی عطا کرنی تھی اور کی، جس نے خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی تھی اور کی، جس نے برسوں کے مُردوں کو روحانی زندگی دینی تھی اور دی۔ (خطبہ جمعہ 1 دسمبر 2017)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ✡ مُجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے ✡ پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اَے مرے حاجت برار

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ عنہ)

(1431) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔رسول بی بی صاحبہ والدہ خواجہ علی صاحب نسبتی بہن حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب میں قادیان میں آئی تھی میرا بیٹا خواجہ علی اس وقت چھ یا سات سال کا تھا۔اس کا باپ جو غیر احمدی تھا اس نے اور شادی کر لی تھی۔ جب میں حضرت صاحب کے گھر جاتی تو اُمّ المومنین فرماتیں کہ ’’یہ لڑکا باپ کے جیتے ہی یتیم ہے اس کو کچھ دو۔‘‘ اُمّ المومنین اس کو عموماً مٹھائی وغیرہ دیا کرتی تھیں۔

(1432) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔رسول بی بی صاحبہ والدہ خواجہ علی صاحب نسبتی بہن حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب حضور علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے میں بھی معہ اس بچہ (یعنی خواجہ علی صاحب) کے حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور ان کے اہل وعیال کے ساتھ ہم رکاب تھی۔حضور علیہ السلام کی گاڑی پر لوگوں نے اینٹیں پھینکی تھیں۔میرا خاوند پنواٹا میں ملازم تھا۔حضورؑ نے مجھے میرے خاوند کے پاس بھیج دیا،فرمایا کہ ’’تم لڑکا لے کر اپنے خاوند کے پاس چلی جاؤ۔ہم ابھی سیالکوٹ میں بیس دن ٹھہریں گے۔‘‘ فرمایا تھا کہ اگر تمہارا خاوند تم کو دِق کرے تو چلی آنا۔ایک عورت جو کشمیری تھی میرے ساتھ بھیجی تھی۔شام کو جب میں گھر پہنچی تو میرے خاوند نے کہا کہ مرزا کی بیعت چھوڑ دے اور بدکلامی بھی کی۔ میں نے کہا کہ ’’مجھے جو کچھ کہنا ہے بیشک کہو مگر ہمارے حضرتؑ کو گالیاں نہ دو۔میں نہیں سن سکتی۔اس پر اس نے مجھے مارا اور کہا کہ ’’مرزے کے اوپر کیوں چڑتی ہے۔اگر بیعت نہیں چھوڑے گی تو میرے گھر سے نکل جا۔ میں نے کہا ’’بیعت نہیں چھوڑوں گی۔‘‘ رات بھر لڑتے ہوئے گزری۔صبح کو بھوکی پیاسی لڑکے اور اس عورت کو ساتھ لے کر واپس سیالکوٹ آگئی۔حضورؑ نے فرمایا کہ ’’ایسا ظالم ہے اس کو بچے پر بھی ترس نہ آیا۔اچھا اس نے اپنے بچہ کو دھکے دیئے ہیں، اب وہ کسی اور بچے کا منہ نہیں دیکھے گا۔‘‘ انجام اس کا یہ ہوا کہ جو عورت اُس نے کی ہوئی تھی اس کی اولاد پچھلے خاوند سے ایک لڑکا 25 سال کا اور ایک لڑکی تھی۔لڑکے کا بیٹا بھی ایک تھا جو کہ پندرہ یوم کے اندر ہی سب مر گئے اور وہ خود بھی لاولد ہی مر گیا ہے۔میرا بیٹا خواجہ علی جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہربانی تھی بفضل خدا صاحب اولاد ہے۔

(1433) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حافظ حامد علی صاحب کی بیوی نے اپنے خاوند رضی اللہ عنہ سے خفا ہو کر حضورؑ کی خدمت میں ان کی شکایات کیں اور کہا کہ میں اب گھر میں نہیں جاؤں گی۔وہ ایک دن شاید نہیں گئی تھی۔حضورؑ نے حافظ صاحب کو جو حضورؑ کے قدیمی خادم تھے طلب فرما کر سمجھایا تھا کہ ’’عورتیں کمزور ہوتی ہیں۔مردوں کو چاہئے کہ نرمی اختیار کریں۔میں ایسی سختی پسند نہیں کرتا۔‘‘ ان کو سمجھا کر ان کی بیوی کو گھر بھیج دیا تھا۔حافظ صاحب نے معافی بھی مانگی تھی۔

(1434) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔اہلیہ محترمہ قاضی عبد الرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب حضور علیہ السلام جہلم کے مقدمہ سے واپس آئے تو چارپائی پر بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کپڑے سے صاف کئے ۔فرمایا ’’تم کو معلوم ہے سلطان احمد ڈپٹی ہو گیا ہے ہم کو خط لکھا تھا دعا کرو۔ہم نے دعا کی وہ ڈپٹی ہو گیا ہے‘‘

(1435) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ہم سب بھائی (یعنی خاکسار و برادران میاں جمال الدین مرحوم و میاں امام الدین صاحب) مسائل فقہی کی بنا پر گاہے بگاہے بدیں طریق تجارت کرتے تھے کہ غلّہ خرید کر ضرورت کے موقع پر غرباء کو کسی قدر گراں نرخ پر بطور قرض دے دیتے اور فصل آئندہ پر وصولی قرضہ کر لیتے تھے۔جب حضور علیہ السلام کا دعویٰ ظاہر ہو گیا تو اس وقت بھی ایک دفعہ غلّہ خرید کیا گیا کہ غرباء کو دستورِ سابق دیا جائے۔جب میں قادیان گیا تو مجھے خیال آیا کہ حضور علیہ السلام سے اس کے متعلق دریافت کرلوں۔ چنانچہ حضورؑ کی خدمت میں سوال مفصل طور پر پیش کر دیا۔حضور علیہ السلام نے جواباً فرمایا کہ ’’تمہیں ایسے کاموں کی کیا ضرورت ہے؟‘‘ جس لہجہ سے حضورؑ نے جواب دیا وہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے۔جس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ایسے کام بہت ناپسند ہیں۔پس واپس آکر ہم نے ارادہ ترک کر دیا اور بعد ازاں پھر کبھی یہ کام نہ کیا۔

(1436) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔اہلیہ محترمہ قاضی عبد الرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک بار صاحبزادہ مبارک احمد کچھ بیمار ہو گئے۔آپ نے فرمایا کہ ’’مکڑی کا گھر ہونا چاہئے۔‘‘میں نے کہا حضورؑ! میں لاتی ہوں۔ میں اپنے گھر سے چار پانچ مکڑی کے گھر صاف کر کے لائی۔حضورؑ نے لے کر دوائی بنائی۔‘‘

(1437) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔مائی کا کو صاحبہ نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے گاؤں سیکھواں سے کچھ عورتیں آئیں جن میں منشی عبد العزیز پٹواری کی بیوی بھی تھی جو ایک ٹوکری میں تازہ جلیبیاں لائی۔حضور علیہ السلام پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ایک خادمہ پاؤں دبا رہی تھی۔ جلیبیوں کا رنگ بہت خوش نما تھا۔ٹوکری لا کر اس نے حضورؑ کے سرہانے کی طرف پلنگ پر رکھ دی۔حضورؑ نے ایک جلیبی اٹھا کر کھائی۔ پیر دبانے والی خادمہ نے کہا کہ حضورؑ یہ جلیبیاں ہندوؤں کے ہاتھ کی بنی ہوتی ہیں۔آپ نے فرمایا کہ ’’ترکاریاں جو ہم روز کھاتے ہیں یہ گوبر کی کھاد کی بنی ہوئی ہیں۔دھودھا کر ہمارے آگے رکھ دیتے ہیں ہم کھا لیتے ہیں۔‘‘

(1438) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔مسماۃ غفور بیگم صاحبہ بنت حضرت منشی احمد جان صاحب لدھیانوی ہمشیرہ پیر منظور محمد صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں قادیان میں اپنے بھائی کے ہاں آئی ہوئی تھی۔ ہم سب رات کو حضرت اماں جان کے پاس آئیں ۔ایک بڑے دالان میں ہم سب بیٹھی ہوئی تھیں،اماں جان بھی تھیں۔حضورؑ کا چھوٹا بچہ (مجھے یاد نہیں کہ کون سا صاحبزادہ تھا؟) رونے لگا۔حضور علیہ السلام جو اُم ناصر کے آنگن میں دروازہ تھا اس میں سے باہر تشریف لے گئے۔تھوڑی دیر کے بعد حضورؑ نے کھڑکی میں سر اندر کر کے دریافت کیا کہ ’’کیا بچہ چپ ہو گیا ہے؟‘‘ تو معلوم ہوا کہ چپ کر گیا ہے تو حضور علیہ السلام اندر تشریف لائے۔

(1439) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔مائی کا کو صاحبہ نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ہمارے زمانہ میں جو بھی کوئی عورت آتی حضورؑ کو سلام کرتی۔حضور علیہ السلام وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کے بعد فرماتے کیا خدا کو جانتی ہو؟ رسول کو جانتی ہو؟ نماز پڑھتی ہو؟ قرآن پڑھتی ہو؟ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھا کرو تا کہ تم کو سمجھ آجائے اس میں کیا حکم ہے؟

(1440) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔اہلیہ صاحبہ مولوی فضل الدین صاحب زمیندار کھاریاں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ آپؑ کو سردی بہت لگا کرتی تھی۔ آپؑ اپنی پگڑی کو کمر سے باندھ لیا کرتے تھے۔جب آپؑ اندر نہ بیٹھ سکتے تھے تو حضرت اُمّ المومنین کو فرماتے کہ ’’میں اندر نہیں بیٹھ سکتا باہر چلو۔‘‘ آپؑ اُمّ المومنین سے الگ نہیں بیٹھا کرتے تھے۔اکثر ایسا ہوتا کہ آپؑ کو الہام ہو رہا ہوتا اور حضرت بیوی صاحبہ آپ کے پاس ہوتیں۔ آپ کو ان سے بہت انس ومحبت تھی۔ایک دن حضرت اُمّ المومنین نے فرمایا کہ ’’دنیا میں رشتے تو بہت ہوتے ہیں مگر میاں بیوی کا رشتہ سب سے بڑا ہے۔میرا دل چاہتا ہے۔میں آپ کے ساتھ مروں۔

(1441) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایام مقدمات کرم دین میں حضور علیہ السلام کئی کئی روز تک گورداسپور میں ہی رہتے تھے کیونکہ روزانہ پیشی ہوتی تھی۔ایک مکان تحصیل کے سامنے جو تالاب ہے۔اسکے جنوب میں کرایہ پر لیا گیا تھا۔ایک روز حضورؑ مکان کے اوپر کے حصہ میں تھے، نیچے والے حصہ میں ایک شخص قرآن کریم تکلف کے لہجہ میں پڑھ رہا تھا،سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’یہ آواز کو ہی سنوارتا رہتا ہے۔‘‘ گویا تکلف سے قرآن کریم پڑھنے کو ناپسند فرمایا۔

(1442) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جس سال عید قربان پر عربی زبان میں خطبہ مسجد اقصیٰ میں پڑھا،حضورؑ نے قبل از قرأت خطبہ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ (خلیفہ اوّل) اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کو تاکیداً فرمایا۔’’خطبہ کو ساتھ ساتھ لکھتے جانا کیونکہ جو کچھ اس وقت میں کہوں گا اس کے لکھنے میں غلطی رہ گئی تو بعد میں مَیں بتا نہ سکوں گا۔چنانچہ جس وقت حضورؑ نے خطبہ شروع کیا تو ہر دو مولوی صاحبان لکھتے جاتے تھے پہلے حضورؑ نے کچھ حصہ خطبہ کا کھڑے کھڑے پڑھا اور بعد میں کرسی لائی گئی جس پر بیٹھ کر خطبہ کو ختم کیا۔دوران خطبہ میں الفاظ کی روانی کا یہ حال تھا کہ ہر دو مولوی صاحبان موصوف باوجود تحریری وعلمی قابلیت کے پیچھے رہے جاتے تھے حتّٰی کہ بعض دفعہ فرمایا کہ ’’جلدی کرو۔جلدی کرو‘‘ اور اس وقت حضور علیہ السلام پر ایک عجیب محویت کا عالم تھا کہ آنکھیں بند کی ہوئی تھیں اور چہرہ مبارک پُرنُور برستا ہوا معلوم ہوتا تھا اور بلا کسی قسم کی روک ٹوک کے عربی عبارت مسلسل اور مقفّٰی پڑھتے جا رہے تھے گویا یوں معلوم ہوتا تھا کہ آگے کتاب رکھی ہوئی ہے یا جیسے کوئی حافظ قرآن پڑھتا جا رہا ہے۔ غالباً دو تین گھنٹہ تک مضمون خطبہ جاری رہا ہوگا۔بعد میں مَیں نے سنا تھا کہ کسی صاحب کے سوال پر حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’میری آنکھوں کے سامنے سلسلہ وار مضمون لکھا ہوا گزرتا جاتا تھا اور میں پڑھتا جاتا تھا۔‘‘

(1443) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔اہلیہ صاحبہ مولوی فضل الدین صاحب زمیندار کھاریاں نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ بی بی زینب نے عرض کی کہ میرے ماموں فوت ہو گئے ہیں اور وہ احمدی نہ تھے،ان کا ایک لڑکا ہے دعا کریں کہ احمدی ہو جائے ۔ آپ نے پوچھا کہ ’’اس کا نام کیا ہے؟‘‘میں نے بتایا کہ ’’اس کا نام غلام محمد ہے۔‘‘ حضورؑ نے لکھ لیا۔آپ نے دعا فرمائی اور وہ احمدی ہو گیا۔ الحمد للہ علی ذالک

(سیرۃ المہدی،جلد2،حصہ چہارم،مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

طبیب کے لئے جیسا ضروری ہے کہ تشخیص عمدہ طور پر کرے،اسی طرح وعظ کے منصب کا یہ فرض ہے کہ وعظ و پند سے پہلے ان لوگوں کے امراض کو مدّ نظر رکھے جن میں وہ مبتلا ہیں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 507)

طالب دُعا : جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR

طالب دعا

Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001

0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

درد بھی ہوتی تھی اور اُف بھی نکلنا چاہتی تھی لیکن میں اُف کرتا نہیں تھا تا ایسا نہ ہو کہ اُف کرتے وقت میرا ہاتھ ہل جائے اور تیر رسول کریم ﷺ کے منہ پر آگرے (حضرت طلحہؓ)

حضرت ابودجانہؓ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں آپ کی ڈھال بنے ہوئے تھے، وہ آنحضرت ﷺ کے سامنے آپ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوگئے جو تیر بھی آتا وہ حضرت ابودجانہؓ کی کمر پر لگتا، وہ جھکے ہوئے کھڑے تھے اور تمام تیر اپنی کمر پر لے رہے تھے یہاں تک کہ ان کی کمر میں بے شمار تیر پیوست ہوگئے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 2 فروری 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جب مشرکین نے اعل حبل کا نعرہ بلند کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اب جبکہ خدائے واحد کی عزت کا سوال پیدا ہوا اور شرک کا نعرہ میدان میں مارا گیا تو آپؐ کی روح بے تاب ہوگئی اور آپؐ نے نہایت جوش سے صحابہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم کیا کہیں؟ فرمایا کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَل۔ تم جھوٹ بولتے ہو کہ ہبل کی شان بلند ہوئی۔ یہ جھوٹ ہے تمہارا۔ اللہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ ہی معزز ہے اور اس کی شان بالا ہے۔

سوال: اُحد کی جنگ کے بعد کسی شخص نے طلحہؓ سے پوچھا کہ جب تیر آپؐ کے ہاتھ پر گرتے تھے تو کیا آپ کو درد نہیں ہوتی تھی اس پر آپؓ نے کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اُحد کی جنگ کے بعد کسی شخص نے طلحہؓ سے پوچھا کہ جب تیر آپؐ کے ہاتھ پر گرتے تھے تو کیا آپ کو درد نہیں ہوتی تھی اور کیا آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی؟ طلحہؓ نے جواب دیا۔ درد بھی ہوتی تھی اور اُف بھی نکلنا چاہتی تھی لیکن میں اُف کرتا نہیں تھا تا ایسا نہ ہو کہ اُف کرتے وقت میرا ہاتھ ہل جائے اور تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر آگرے۔

سوال: جو بھی تیر سعدؓ چلاتے اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سعدؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے جو تیر بھی چلایا تو رسول اللہ ﷺ اس کیساتھ یہ فرماتے: اے اللہ! اسکے نشانے کو درست کردے اور اسکی دعا کو قبول کرلے حتی کہ جب مَیں اپنے ترکش کے تیر چلا کر فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ترکش کے تیر پھیلا دیے۔

سوال: غزوۂ اُحد میں ابودجانہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح حفاظت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ اُحد میں حضرت ابودجانہ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت میں آپکی ڈھال بنے ہوئے تھے۔ وہ آنحضرت ﷺ کے سامنے آپ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوگئے۔ جو تیر بھی آتا وہ حضرت ابودجانہؓ کی کمر پر لگتا۔ وہ جھکے ہوئے کھڑے تھے اور تمام تیر اپنی کمر پر لے رہے تھے یہاں تک کہ انکی کمر میں بے شمار تیر پیوست ہوگئے۔

سوال: جنگ احد میں حضرت علی کی بہادری کے متعلق کیا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ کے بارے میں روایت میں آتا ہے کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر جب ابنِ قَمِئہ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو شہید کیا تو اس نے یہ گمان کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ قریش کی طرف لوٹا اور کہنے لگا کہ مَیں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا ہے۔ جب حضرت مصعبؓ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت علیؓ کے سپرد کیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور باقی مسلمانوں نے لڑائی کی۔ حضرت علیؓ نے یکے بعد دیگرے کفار کے علمبرداروں کو تہ تیغ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی ایک جماعت دیکھ کر حضرت علیؓ کو ان پر حملہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت علیؓ نے عمرو بن عبداللہ جمحی کو قتل کر دیا اور انہیں منتشر کر دیا۔ پھر آپؐ نے کفار کے دوسرے دستے پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے شَیْبَہ بن مالک کو ہلاک کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً یہ ہمدردی کے لائق ہے یعنی حضرت علیؓ کے بارے میں یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں علی مجھ سے ہے اور مَیں علی سے ہوں۔ تو جبرئیلؑ نے کہا کہ مَیں آپ دونوں میں سے ہوں۔

سوال: غزوہ احد میں حضرت علی کو کتنے زخم لگے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سعید بن مُسَیَّبؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ اُحد میں حضرت علیؓ کو سولہ زخم لگے تھے۔

سوال: غزوہ احد سے واپس آکر حضرت علیؓ نے جب حضرت فاطمہؓ کو کہا کہ آج اس تلوار نے بڑا کام کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علیؓ نے اُحد سے واپس آکر حضرت فاطمہؓ کو اپنی تلوار دی اور کہا اسکو دھو دو آج اس تلوار نے بڑا کام کیا ہے۔ رسول کریم ﷺ حضرت علیؓ کی یہ بات سن رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: علیؓ! تمہاری ہی تلوار نے کام نہیں کیا اَور بھی بہت سے تمہارے بھائی ہیں جنکی تلواروں نے جوہر دکھائے ہیں۔ آپؐ نے چھ سات صحابہؓ کے نام لیتے ہوئے فرمایا۔ ان کی تلواریں تمہاری تلوار سے کم تو نہ تھیں۔

سوال: حضرت ابوطلحہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس طرح حفاظت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ ایک ہی ڈھال سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے تھے اور حضرت ابوطلحہؓ اچھے تیرانداز تھے۔ جب وہ تیر چلاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جھانکتے اور ان کے تیر پڑنے کی جگہ کو دیکھتے۔

سوال: غزوہ احد میں حضرت ابوطلحہؓ کے کون سے شعر کا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوۂ اُحد میں حضرت ابوطلحہؓ کے اس شعر کے پڑھنے کا بھی ذکر آتا ہے کہ

وَجْھِیْ لِوَجْھِکَ الْوِقَاءُ ☆ وَنَفْسِیْ لِنَفْسِکَ الْفِدَاءُ

میرا چہرہ آپؐ کے چہرے کو بچانے کے لیے ہے اور میری جان آپؐ کی جان پر قربان ہے۔

سوال: حضور انور نے حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ جنگ اُحد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے ہوئے یہ تیر اپنے ہاتھوں پہ لیتے تھے۔ حضرت طلحہؓ اُحد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے اور آپؐ سے موت پر بیعت کی۔ مالک بن زُهَیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر مارا تو حضرت طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے بچایا۔ تیر اُن کی چھوٹی انگلی پر لگا جس سے وہ بے کار ہوگئی۔ جس وقت انہیں پہلا تیر لگا تو تکلیف سے سی کی آواز نکلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ بسم اللہ کہتے تو اس طرح جنت میں داخل ہوتے کہ لوگ انہیں دیکھ رہے ہوتے۔ ☆☆

میرے بھائی مسلمانوں کو میرا اسلام پہنچا دینا اور میری قوم اور میرے رشتہ داروں سے کہنا کہ رسول کریم ﷺ ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی ایک بہترین امانت ہیں اور ہم اپنی جانوں سے اس امانت کی حفاظت کرتے رہے ہیں، اب ہم جاتے ہیں اور اس امانت کی حفاظت تمہارے سپرد کرتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ تم اس کی حفاظت میں کمزوری دکھاؤ۔ (حضرت سعید بن ربیعؓ)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 9 فروری 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: جب رسول اللہ ﷺ نے اُعْلُ ھُبَلْ کا نعرہ سنا تو آپ نے صحابہ سے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں جب آواز پڑی اُعْلُ ھُبَلْ۔ اُعْلُ ھُبَلْ۔ ہبل کی شان بلند ہو، ہبل کی شان بلند ہو تو اس کے جذبۂ توحید نے جوش مارا کیونکہ اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال نہیں تھا اب ابوبکرؓ اور عمرؓ کا سوال نہیں تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کی عزت کا سوال تھا۔ آپؐ نے بڑے جوش سے فرمایا تم کیوں جواب نہیں دیتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم کیا جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا کہو اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔ ہبل کیا چیز ہے خدا تعالیٰ کی شان بلند ہے خدا تعالیٰ کی شان بلند ہے۔

سوال: حضرت سعید بن ربیعؓ نے شہادت سے قبل کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت سعید بن ربیعؓ نے شہادت سے قبل فرمایا: میرے بھائی مسلمانوں کو میرا اسلام پہنچا دینا اور میری قوم اور میرے رشتہ داروں سے کہنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی ایک بہترین امانت ہیں اور ہم اپنی جانوں سے اس امانت کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔ اب ہم جاتے ہیں اور اس امانت کی حفاظت تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس کی حفاظت میں کمزوری دکھاؤ۔

سوال: آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ کیلئے کس قدر غیرت تھی؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: احادیث میں آتا ہے کہ غزوۂ اُحد میں جب ابوسفیان نے بڑے زور سے کہا کہ لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ۔ یعنی ہماری تائید میں ہمارا عزیٰ بت ہے مگر تمہاری تائید میں کوئی بت نہیں تو اس وقت رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم کہو لَنَا مَوْلٰی وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ۔ ہمارا ولی اور ہمارا مددگار ہمارا حیّ و قیوم خدا ہے مگر تمہارا کوئی والی اور مددگار نہیں۔ یہ اَنتَ مَولٰنَا کی سچائی کا کیسا عملی ثبوت تھا کہ تلواروں کے سایہ میں بھی انہوں نے یہی کہا کہ اللہ ہمیں بچا سکتا ہے۔

سوال: انبیاء پر مصائب جو آتے ہیں اسکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بیان فرماتے ہیں: انبیاء پر جو مصائب آتے ہیں ان میں بھی اللہ تعالیٰ کے ہزارہا اسرار ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے مصائب آتے تھے۔ جنگ اُحد میں ایک روایت ہے کہ آپؐ کو ستر تلواروں کے زخم لگے تھے اور مسلمانوں کی ظاہری حالت خراب دیکھ کر کفار کو بڑی خوشی ہوئی۔ چنانچہ ایک کافر نے یہ یقین کر کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کبار سب شہید ہوگئے ہوں گے باآواز بلند پکار کر کہا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں ہے؟ آنحضرتؐ نے کہا کہ خاموش رہو۔ اس کا جواب نہ دو۔ خاموشی سے اسے خوشی ہوئی کہ فوت ہوگئے ہوں گے اس واسطے جواب نہیں آیا۔ پھر اسی طرح اس نے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق آواز دیا۔ تب بھی ادھر سے خاموشی اختیار کی۔ پھر اس نے حضرت عمرؓ کے متعلق آواز دیا۔ حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا۔ انہوں نے کہا کمبخت کیا بکتا ہے۔ سب زندہ ہیں۔ ایسی تلخیوں کا دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے مگر ان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اس کے بعد کفار ہم پر چڑھائی نہ کریں گے۔ بلکہ ہم کفار پر چڑھائی کریں گے۔ مکہ سے نکلنے کے وقت آنحضرت ﷺ پر کیسی تلخی کا وقت تھا۔

سوال: مکہ کے جن اکابر نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنا چاہا ان کے ساتھ کیا ہوا؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مکہ کے جن اکابر نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنا چاہا کیا آج دنیا میں ان لوگوں کا کوئی نام لیوا ہے؟ اُحد کے مقام پر ابوسفیان نے آواز دی تھی اور کہا تھا کیا تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے؟ اور جب اس کا جواب نہ ملا تو اس نے کہا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار ڈالا ہے۔ پھر اس نے آواز دی۔ کیا تم میں ابوبکرؓ ہے؟ اور جب اس کا بھی جواب نہ ملا تو اس نے کہا ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار ڈالا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کیا تم میں عمرؓ ہے؟ جب اس کا بھی

جواب نہ ملا تو اس نے کہا ہم نے عمرؓ کو بھی مار ڈالا ہے۔لیکن آج جاؤ اور دنیا کے کناروں پر اس آواز دینے والے کے ہمنوا کفار کے سردار ابوجہل کو بلاؤ اور آواز دو کہ کیا تم میں ابوجہل ہے؟ تو تم دیکھو گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر تو کروڑوں آوازیں بلند ہونا شروع ہوجائیں گی اور ساری دنیا بول اٹھے گی کہ ہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں کیونکہ آپ کی نمائندگی کا شرف ہمیں حاصل ہے۔لیکن ابوجہل کو بلانے پر تمہیں کسی گوشہ سے بھی آواز اٹھتی سنائی نہیں دے گی۔ ابوجہل کی اولاد آج بھی دنیا میں موجود ہے مگر کسی کو جرأت نہیں کہ وہ یہ کہہ سکے کہ میں ابوجہل کی اولاد میں سے ہوں۔شاید عُتبہ اور شَیبہ کی اولاد بھی آج دنیا میں موجود ہو مگر کیا کوئی کہتا ہے کہ میں عتبہ اور شیبہ کی اولاد ہوں۔

سوال: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت سعدؓ کی شہادت کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت سعدؓ کی شہادت کے بارے میں فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد کے روز بھی میدان میں اتر آئے ہوئے تھے اور شہداء کی نعشوں کی دیکھ بھال شروع تھی۔ جو نظارہ اس وقت مسلمانوں کے سامنے تھا وہ خون کے آنسو رلانے والا تھا۔ستر مسلمان خاک وخون میں لتھڑے ہوئے میدان میں پڑے تھے اور عرب کی وحشیانہ رسم مُثلہ کا مہیب نظارہ پیش کررہے تھے۔ان مقتولین میں صرف چھ مہاجر تھے اور باقی سب انصار سے تعلق رکھتے تھے۔ قریش کے مقتولوں کی تعداد تئیس تھی۔جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا اور رضاعی بھائی حمزہ بن عبدالمطلبؓ کی نعش کے پاس پہنچے تو بے خود ہوکر رہ گئے کیونکہ ظالم ہند زوجہ ابوسفیان نے ان کی نعش کو بُری طرح بگاڑا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک تو آپؐ خاموشی سے کھڑے رہے اور آپؐ کے چہرہ سے غم وغصہ کے آثار نمایاں تھے۔ایک لمحہ کے لئے آپؐ کی طبیعت اس طرف بھی مائل ہوئی کہ مکہ کے ان وحشی درندوں کے ساتھ جب تک انہی کا سا سلوک نہ کیا جائے گا وہ غالباً ہوش میں نہیں آئیں گے۔مگر آپؐ اس خیال سے رک گئے اور صبر کیا بلکہ اس کے بعد آپؐ نے مُثلہ کی رسم کو اسلام میں ہمیشہ کے لئے ممنوع قرار دے دیا اور فرمایا کہ دشمن خواہ کچھ کرے تم اس قسم کے وحشیانہ طریق سے بہرحال باز رہو اور نیکی اور احسان کا طریق اختیار کرو۔قریش نے دوسرے صحابہؓ کی نعشوں کے ساتھ بھی کم وبیش یہی وحشیانہ سلوک کیا تھا۔چنانچہ آنحضرت ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن جَحشؓ کی نعش کو بھی بری طرح بگاڑا گیا تھا۔جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نعش سے ہٹ کر دوسری نعش کی طرف جاتے تھے آپؐ کے چہرہ پر غم والم کے آثار زیادہ ہوجاتے تھے۔

سوال: سعد بن ربیع انصاریؓ کی آنحضرت ﷺ سے عشق ومحبت کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: جنگ اُحد کا ایک واقعہ ہے۔جنگ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی ابن کعبؓ کو فرمایا کہ جاؤ اور زخمیوں کو دیکھو۔ وہ دیکھتے ہوئے حضرت سعد بن ربیعؓ کے پاس پہنچے جو سخت زخمی تھے اور آخری سانس لے رہے تھے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ اپنے متعلقین اور اعزاء کو اگر کوئی پیغام دینا ہو تو مجھے دے دیں۔حضرت سعدؓ نے مسکراتے ہوئے کہا کہ میں منتظر ہی تھا کہ کوئی مسلمان ادھر آئے تو پیغام دوں۔تم میرے ہاتھ میں ہاتھ دے کر وعدہ کرو کہ میرا پیغام ضرور پہنچا دو گے۔‘‘اب اس حالت میں بھی اتنی ہوش تھی کہ کہا میرے ہاتھ میں ہاتھ دو۔پکا وعدہ ہونے کا یہ ایک طریق ہے، ایک اظہار ہے کہ میرا پیغام ضرور پہنچادو گے۔’’اور اس کے بعد انہوں نے جو پیغام دیا وہ یہ تھا کہ میرے بھائی مسلمانوں کو میرا سلام پہنچا دینا اور میری قوم اور میرے رشتہ داروں سے کہنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی ایک بہترین امانت ہیں۔اور ہم اپنی جانوں سے اس امانت کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔اب ہم جاتے ہیں اور اس امانت کی حفاظت تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ایسا نہ ہو کہ تم اس کی حفاظت میں کمزوری دکھاؤ۔ ☆......☆......☆

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3/فروری 2024ء بعد نماز ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد (یو.کے) میں درج ذیل 7 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

- مکرمہ فریحہ ظفر صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم ظفر اقبال احمد ساہی صاحب (مربی سلسلہ سینیگال) ہمراہ مکرم شاہ میر احمد صاحب ابن مکرم عارف جاوید صاحب (کینیڈا)
- مکرمہ نادیہ عبداللہ محمد صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم عبداللہ محمد صاحب (کینیڈا) ہمراہ مکرم سید منیب جنود صاحب (واقف نو) ابن مکرم سید محبوب جنود صاحب (آسٹریلیا)
- مکرمہ سیدہ فوزیہ طاہر صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم احمد سید طاہر صاحب (جاپان) ہمراہ مکرم سید تحسین طاہر احمد صاحب (واقف نو) ابن مکرم سید طاہر نصیر احمد صاحب (یوکے)
- مکرمہ جاذبہ صدف میر صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم بشیر الدین میر صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم سجیل فرخ صاحب ابن مکرم جمیل احمد صاحب (یوکے)
- مکرمہ صباحت باجوہ صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم شہباز احمد باجوہ صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم شرجیل احمد صاحب ابن مکرم طلعت محمود چیمہ صاحب (یوکے)
- مکرمہ شیرین محمد صاحبہ بنت مکرم عامر ندیم محمد صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم فلاح الدین ہمایوں صاحب (واقف نو) ابن مکرم نصیر الدین ہمایوں صاحب (کارکن حفاظت خاص اسلام آباد یوکے)
- مکرمہ حامیہ ظفر صاحبہ بنت مکرم راجہ ظفر اللہ خان ظفر صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم معروف احمد چودھری صاحب ابن مکرم رشید احمد چودھری صاحب (جرمنی)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور انہیں دین ودنیا کے ثمرات سے نوازے۔آمین۔

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 جنوری 2024ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم چودھری محمد اکرم صاحب (آف یو.کے)

16 جنوری 2024ء کو 74 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت چودھری غلام حسین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور مکرم ماسٹر نواب دین صاحب مرحوم (ٹیچر قادیان) کے بھتیجے تھے پولیس سے ریٹائرمنٹ کے بعد اسیران راہ مولیٰ کی رہائی کیلئے بنائی گئی کمیٹی میں اور بعد ازاں امور عامہ ربوہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ 2003ء میں پاکستان سے ہالینڈ اور پھر 2015ء میں یوکے آگئے مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار اور خلافت کیساتھ گہری عقیدت رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم سعید احمد جٹ صاحب (مربی سلسلہ) آجکل صدر مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم سلیم احمد اٹھوال صاحب (آف چک نمبر 18 بہوڑو ضلع ننکانہ صاحب)

24 دسمبر 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپکے خاندان میں احمدیت آپکے دادا کے ذریعہ سے آئی۔مرحوم پنجوقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، متوکل علی اللہ، مہمان نواز، غریب پرور، مخلص اور نیک انسان تھے۔روحانی خزائن اور سلسلہ کی دیگر کتب کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے تھے۔خلافت سے بے پناہ محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ نے مقامی صدر جماعت کے علاوہ امیر حلقہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔آپ خود اور آپکے بڑے بیٹے لمبا عرصہ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے۔ مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم ممتاز علی اعوان صاحب ابن مکرم عنایت علی صاحب (آصل گروکے تحصیل کینٹ لاہور)

18 فروری 2022ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔آپ نے لمبا عرصہ مقامی صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔آپ ریاضی کے ایک ماہر استاد تھے اور بہت سے طلبہ کو پڑھانے کا موقعہ ملا۔

(3) عزیزم باسط شمائل خواجہ ابن مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب (ربوہ)

13 دسمبر 2022ء کو 15 سال کی عمر میں وفات پاگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔عزیز وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھا اور نہایت فعال اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔مقامی مجلس میں اطفال الاحمدیہ کے سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

(4) عزیزہ امۃ الکافی بنت مکرم نعیم احمد خرم صاحب (مبلغ سلسلہ ہالینڈ)

26 نومبر 2023ء کو 21 سال کی عمر میں وفات پاگئی انا للہ وانا الیہ راجعون عزیزہ بچپن میں گردن توڑ بخار کے بعد مختلف بیماریوں کا سامنا کرتی رہی۔پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بھائی شامل ہیں۔☆......☆

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدر آباد
(تلنگانہ)

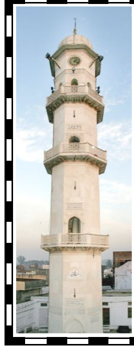

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یاد رکھو جو دنیا کیلئے اس کی (یعنی اللہ کی۔ناقل) عبادت کرتے ہیں
یا اس سے تعلق نہیں رکھتے، اللہ تعالیٰ انکی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتا
(ملفوظات جلد اول صفحہ:513)

طالب دُعا: صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

اگر آپ احمدی ہیں اور آپ خلیفہ وقت کی طرف سے دی گئی ہدایات پر عمل کرتے ہیں اور خلیفہ وقت کے کامل فرمانبردار ہیں، اگر آپ اپنی بیعت کی شرائط پر پوری طرح عمل کر رہے ہیں، اگر آپ اپنی بیعت کی عزت و تکریم کر رہے ہیں تو پھر آپ ایک اچھے احمدی مسلمان ہیں اور یہی آپ کی روایت، کلچر اور تعلیم ہے

ہمارا یہ پختہ ایمان ہے کہ اللہ شفا دینے والا ہے اور وہ شافی ہے، اسی وجہ سے میں ہمیشہ احمدی ڈاکٹرز کو کہتا ہوں کہ جب کبھی وہ مریضوں کیلئے کوئی نسخہ لکھ رہے ہوں تو انہیں ھوالشافی لکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شفا دینے والا ہے نہ کہ وہ، اور نہ ہی ان کی دوائی، اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس دوائی کو مریضوں کیلئے شفا کا موجب بنائے

خدام الاحمدیہ کے تمام عہدیداروں کو ایک ٹیم تشکیل دینی چاہئے تا کہ وہ لوگ جو جماعت سے اتنا زیادہ جڑے نہیں ہیں ان سے ذاتی روابط قائم کرنے کی کوشش کریں اور اس طریقے سے وہ آپ کے زیادہ قریب آجائیں گے

اسکول کے دوران بھی نماز کا وقت ہو جائے تو نماز پڑھنے کی کوشش کریں، پھر اپنا دینی علم بڑھانے کی کوشش کریں کیونکہ آپ کے دوست آپ سے سوال کر سکتے ہیں اور بحث کر سکتے ہیں وہ جب آپ سے سوال کریں گے تو آپ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ ان کے سوالات کے جواب مذہبی نقطہ سے دے سکیں

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ Los Angeles امریکہ کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6/مارچ 2022ء کو ممبران مجلس خدام الاحمدیہ (Los Angeles) امریکہ سے آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضور انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ ممبران مجلس خدام الاحمدیہ نے بیت الحمید مسجد کیلیفورنیا (امریکہ) سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد ممبران مجلس خدام الاحمدیہ کو حضور انور سے اپنے عقائد اور عصر حاضر کی بابت سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ ایک خادم مغربی کلچر (جس میں وہ پیدا ہوا ہے) اور مشرقی کلچر (جو اس کے والدین کا ہے) کے تضاد میں جو دقت محسوس کرتا ہے، ان دونوں سے کس طرح مضبوط تعلق رکھ سکتا ہے اور وہ کس طرح ایک اچھا احمدی مسلمان رہ سکتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اگر اسلام ایک عالمگیر مذہب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو پھر وہاں ثقافت کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہونا چاہئے۔ لوگ مختلف ثقافتوں سے اسلام میں داخل ہوں گے۔ اگر آپ امریکہ میں تمام لوگوں کو یا اکثریت کو مسلمان بنا دیں اور انہیں احمدیت کی آغوش میں لے آئیں تو کیا وہ آپ کا ایشین کلچر اپنائیں گے؟ نہیں وہ صرف اسلام کی تعلیمات پر عمل کریں گے اور اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ انسان کو اپنے خالق یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ وہ حقوق یہ ہیں کہ اسکی عبادت کرو جیسا کہ قرآن کریم میں حکم فرمایا گیا ہے۔ یا جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے اور اپنے عمل سے ظاہر کیا۔ دوسرا یہ کہ قرآن کریم کے احکامات و ارشادات پر عمل کرو۔ تو یہ کلچر کی بات نہیں ہے۔ اپنا کلچر دوسروں پر تھوپنے کی کوشش نہ کریں۔ اس لیے نو مبائع بے چین یا پریشان ہوتے ہیں جب وہ آپ کی صحبت میں آتے ہیں یا آپ کے اجلاسات میں آتے ہیں۔ آپ اپنا ایشین کلچر ان پر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ آپ صرف انہیں اسلام کی تعلیمات کے متعلق بتانے کی کوشش کریں اور سمجھائیں کہ یہ مذہب ہے اور یہ کلچر ہے۔ آپ کی اپنی روایات ہیں۔ کئی ایسی ایشین روایات ہیں جو اسلام کی تعلیمات سے ٹکراتی ہیں۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ اسلام یہ باتیں سکھاتا ہے۔ بہت سی بدعات ہیں جو اسلام کی تعلیمات میں داخل ہو گئی ہیں اور جن کا اسلام کی تعلیمات سے کوئی سروکار نہیں ہے، یہ کلچر ہے۔ تو اگر آپ پانچ وقت نمازیں ادا کرتے ہیں، اگر آپ اخلاقی طور پر اچھے ہیں، اگر آپ قرآن کریم کے احکامات پر عمل کر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں 700 یا 700 سے زائد احکامات دیے گئے ہیں، اگر آپ ان پر عمل کر رہے ہیں تو وہ کافی ہے۔ ورنہ آپ اسلام کا پیغام نہیں پھیلا سکتے اور تبلیغ نہیں کر سکتے۔ عرب لوگوں کی اپنی ثقافت ہے، افریقن لوگوں کی اپنی ثقافت ہے، امریکن لوگوں کی اپنی ثفاقت ہے، یورپین لوگوں کی اپنی ثقافت ہے اور ایشین لوگوں کی اپنی ثقافت ہے۔ ایشیا میں کئی ثقافتیں اور مذاہب پائے جاتے ہیں۔ مثلاً ہندو ہیں۔ ہندو ثقافت نے پاکستانی ثقافت کو متاثر کیا ہے کیونکہ پرانے زمانے میں دونوں ایک دوسرے کے ساتھ آباد تھے۔ تو انسان کو ہمیشہ یہ دیکھنا چاہئے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے۔ اسلامی کلچر ہی اصل کلچر ہے۔ وہ کوئی ایشین کلچر نہیں ہے۔ اور اسلامی کلچر اصل میں اسلامی تعلیمات ہی ہیں۔ یعنی قرآن کریم کے تمام احکامات پر عمل کرنا۔ اسکے علاوہ اَور کچھ نہیں ہے۔ اگر آپ اپنی پنجوقتہ نمازیں ادا کر رہے ہیں، اگر آپ قرآن کریم پڑھ رہے ہیں، اگر آپ اخلاقی طور پر اچھے ہیں، اگر آپ قرآن کریم کے احکامات پر عمل کر رہے ہیں، اگر آپ بگڑے ہوئے یا رشوت خور نہیں ہیں، اگر آپ اپنے والدین اور اپنے بڑوں کی عزت کرتے ہیں جیسا کہ ان کا حق ہے اگر آپ اپنی قوم کے ساتھ سچے اور وفادار ہیں، اگر آپ جہاں کہیں پر بھی ہوں بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں مثلاً اگر آپ طالب علم ہیں اور آپ ایک اچھے طالب علم بننے کیلئے بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں، پھر یہی آپ کا کلچر ہے اور یہی تعلیم ہے اسکے علاوہ اَور کچھ نہیں ہے۔ اگر آپ احمدی ہیں اور آپ خلیفہ وقت کی طرف سے دی گئی ہدایات پر عمل کرتے ہیں اور خلیفہ وقت کے کامل فرمانبردار ہیں۔ اگر آپ اپنی بیعت کی شرائط پر پوری طرح عمل کر رہے ہیں، اگر آپ اپنی بیعت کی عزت و تکریم کر رہے ہیں تو پھر آپ ایک اچھے احمدی مسلمان ہیں اور یہی آپ کی روایت، کلچر اور تعلیم ہے۔

پھر ایک خادم نے سوال کیا کہ بعض سائنسدانوں اور ڈاکٹروں کا نظریہ ہے کہ ہومیو پیتھک اور ہربل ادویہ صرف پلاسیبو (placebo) کا کام دیتی ہیں۔ اور ان کا بیماریوں کے علاج میں کوئی کردار نہیں۔ بطور احمدی ہمیں اس کا کیسے جواب دینا چاہئے؟ نیز ہومیو پیتھک کے جسم پر اثرات کے بارے میں مزید جاننے کیلئے کون سے ذرائع میسر ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ یہ عہد جدید کے ڈاکٹرز اور ریسرچرز کا پروپیگنڈا ہے جو ایلوپیتھی کو ترجیح دیتے ہیں کہ ہومیوپیتھی کا نفسیاتی اثر ہے اور اس کا علاج سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عہد قدیم میں ان دیسی اور ہربل ادویہ کو مریضوں کے علاج کیلئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اور اس علاج کے اچھے اور امید افزا نتائج نکلتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ہومیو پیتھک میں تو میرا ذاتی تجربہ بھی ہے۔ دوائی کے معاملہ میں مَیں یہ نہیں مانتا کہ اس کا مجھ پر کوئی معجزانہ اثر ہے یا اس کا مجھ پر کوئی معجزانہ اثر ہو سکتا ہے۔ میں اس کو بس دوائی کے طور پر لیتا ہوں اور میری بیماری کا علاج ہو جاتا ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ کوئی تحقیق نہیں ہو رہی۔ ہومیوپیتھی میں ڈاکٹرز اور ریسرچرز کی فرانس اور جرمنی میں ایک خاصی تعداد ہے جو اس پر تحقیق کر رہے ہیں بلکہ انڈیا میں بھی وہ نئی ادویہ متعارف کروا رہے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ کونسی دوائی ہمارے لیے مفید ہے۔ اگر آپ کا ایمان ہے کہ شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے تو اللہ تعالیٰ تو کسی بھی دوائی کے ساتھ شفا دے سکتا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کونسی دوائی مفید ہے۔ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دوائی لے رہے تھے تو آپ نے ہومیوپیتھی دوائی لی، پھر دیسی ہربل دوائی لی اور پھر ایلوپیتھی دوائی لی، کسی بیماری کیلئے جو بیماری بھی تھی۔ کوئی شخص ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس نے پوچھا آپ نے تینوں نسخے لیے ہیں۔ آپ کو کیا علم کہ کون سی دوائی مؤثر ہوگی۔ آپؓ نے فرمایا کہ مجھے ان میں سے کسی ایک پر بھی اعتبار نہیں ہے۔ میں صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہوں اور مجھے علم ہے کہ وہ شفا دینے والا ہے۔ اور مجھے صرف اتنا علم ہے کہ مجھے پتا نہیں۔ میں وہ نہیں جسے غیب کا علم ہو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور مجھے علم نہیں کہ کونسی دوائی میرے لیے مؤثر ہے۔ اسی وجہ سے میں نے تمام دوائیاں لے لی ہیں۔ چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہومیوپیتھی میں شفا رکھی ہے تو وہ کارآمد ہوگی۔ اگر ایلوپیتھی میں شفا رکھی ہے تو وہ کارآمد ہوگی اور اگر اللہ تعالیٰ نے دیسی دوائیوں میں شفا رکھی ہے تو وہ کارآمد ہوں گی۔ اس بات کا ہمارے ایمان کے ساتھ تعلق نہیں ہے کہ ہومیوپیتھی ہی وہ واحد دوائی ہے جو کارآمد ہوگی۔ مگر ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھیں اور ہمارا یہ ایمان ہونا چاہئے کہ وہ شفا دینے والا ہے۔ گو مریضوں کی ایک خاصی تعداد ایسی ہے جن کا ڈاکٹرز ہسپتالوں میں طبی علاج کرتے ہیں اور وہ مجھے ہومیوپیتھی نسخہ کیلئے لکھتے ہیں۔ اگر کوئی ہومیوپیتھی نسخہ ہو تو ہمارے ڈاکٹرز کے مشورہ کے ساتھ میں انہیں دوائی بھجواتا ہوں اور بعض اوقات وہ مؤثر ہوتی ہے۔ بعض اوقات ڈاکٹرز کہتے ہیں کہ ہمارے علاج معالجہ کے مطابق اس بیماری نے لمبا عرصہ رہنا تھا مگر اس کا علاج قلیل وقت میں ہو گیا ہے اور یہ تو ایک معجزہ ہے۔ سو ہمیں علم نہیں کہ آیا ایلوپیتھی دوائی دعاؤں کے ساتھ کارآمد ہوئی۔ اور وہ معجزہ اسکے نتیجہ میں رونما ہوا یا پھر ہومیوپیتھی دوائی کے نتیجہ میں۔ سو اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ ہم کسی بھی دوائی پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ ہمارا یہ پختہ ایمان ہے کہ اللہ شفا دینے والا ہے اور وہ شافی ہے۔ اسی وجہ سے میں ہمیشہ احمدی ڈاکٹرز کو کہتا ہوں کہ جب کبھی وہ مریضوں کیلئے کوئی نسخہ لکھ رہے ہوں تو انہیں ھوالشافی لکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ شفا دینے والا ہے نہ کہ وہ اور نہ ہی ان کی دوائی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس دوائی کو مریضوں کیلئے شفا کا موجب بنائے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ حال ہی میں سوشل میڈیا پر بعض احمدیوں نے خلیفہ وقت کی اطاعت کا بہترین نمونہ نہیں دکھایا۔ پیارے حضور ایسے خدام کو کیسے سمجھایا جا سکتا ہے کہ کامل اطاعت خلافت ایک لازمی امر ہے اور بہت سی برکتوں کا سرچشمہ ہے۔ یہ بہت ہی مفید ہوگا اگر حضور انور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا نمونہ پیش کر سکیں کہ کس طرح انہوں نے خلفاء کی اطاعت کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ چاہتے ہیں کہ میں اس پر ایک پورا خطبہ دوں جو کہ میں دے چکا ہوں۔ میں ہمیشہ سے دیتا چلا آیا ہوں۔ اگر آپ شرائط بیعت والی کتاب کا مطالعہ کر لیں جو میرے خطبات اور خطابات پر مشتمل ہے تو اس میں اس سوال کا بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا ہے۔ بہر حال بات یہ ہے کہ ان کو مذہب کی کوئی پروا نہیں۔ اگر آپ تفصیلی جائزہ لیں تو آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ان میں سے اکثر پنجوقتہ نماز ادا نہیں کر رہے بلکہ جمعہ کی نماز بھی نہیں پڑھتے۔ وہ ان فرائض

کو ادا نہیں کرتے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کو سونپا ہے۔ پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتے وہ خلافت کے فرمانبردار کس طرح ہو سکتے ہیں؟ بلکہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو نماز ادا کرتے ہیں لیکن ان میں دین اور اطاعت کا فہم نہیں پایا جاتا۔ آپ خدام الاحمدیہ کے عہد میں ہمیشہ دہراتے ہیں، بلکہ یہ بیعت کی بھی ایک شرط ہے کہ آپ خلیفہ وقت کے معروف فیصلوں کی اطاعت کریں گے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت ایسے فیصلے بھی کرسکتا ہے جو معروف نہ ہوں۔ لیکن وہ اس بات میں غلطی پر ہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی ایسی فہرست ہے جو معروف اور غیر معروف میں امتیاز کرے کہ یہ ٹھیک ہے اور یہ غلط ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ قرآن کریم میں آنحضور ﷺ کیلئے استعمال ہوا ہے کہ میں آنحضور ﷺ کے معروف فیصلوں کی اطاعت کروں گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ نے فرمایا کہ کیا انہوں نے ایک فہرست تیار کی تھی کہ آنحضور ﷺ کا فلاں فیصلہ معروف اور فلاں فیصلہ غیر معروف تھا؟ پس آپؓ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی حکم دیا ہے اسکی وہ پابندی کریں گے۔ ابھی میں نے پچھلے خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پہلے خطبہ میں فرمایا کہ اگر آپ دیکھیں کہ میں قرآنی حکموں یا سنت سے ہٹ رہا ہوں تو میری راہنمائی کرنا اور میری اطاعت مت کرنا۔ لیکن اسکے علاوہ آپ کو (نافرمانی کا) کوئی حق نہیں۔ پس اس کا یہ مطلب ہے کہ خلیفہ وقت ہمیشہ قرآن کریم کے احکام اور سنت کے مطابق آپ کو ہدایات دیتا ہے اور جب اس نے قرآن اور سنت کے موافق ہدایت دے دی تو آپ کے پاس نافرمانی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ یا تو آپ کو ثابت کرنا ہوگا کہ آپ کے احکام اور ہدایات قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کی سنت کے خلاف ہیں یا آپ کو اطاعت کرنی ہوگی۔ اگر آپ یہ کہیں کہ یہ قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا اور آنحضور ﷺ نے اس پر کبھی عمل نہیں کیا تو آپ کو اس کا ثبوت پیش کرنا ہوگا۔ آپ کو یہ بات خلیفہ وقت کو لکھنی ہوگی۔ بجائے اسکے کہ آپ باتیں پھیلائیں اور سوشل میڈیا پر لغو تبصرے کریں، یہ صحیح طریقہ ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنے پہلے یا دوسرے خطبہ میں یہ کہا تھا کہ اگر آپ کو مجھ میں کبھی کوئی غلطی نظر آئے تو مجھ سے سوال کریں اور میری تصحیح کی کوشش کریں۔ اگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ ٹھیک ہے تو میں آپ کو اس کا ثبوت دے دوں گا کہ میں صحیح ہوں اور اگر آپ کی بات درست ہوگی تو میں اپنی تصحیح کرلوں گا۔ لیکن آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آپ ادھر ادھر باتیں پھیلائیں۔ یہ بات میں نے خلافت کے بعد پہلے یا دوسرے خطبہ میں بیان کی تھی۔ پس میں خود یہ بات کہہ چکا ہوں۔ پس معروف کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ بات جو قرآن کریم کے مطابق ہو وہ معروف کے زمرہ میں آتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ صحابہ کا ایک گروہ ایک مہم پر بھیجا گیا، راستہ میں انہوں نے ایک آگ جلائی تو امیر قافلہ نے کہا کہ اس آگ میں کود جاؤ۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ ٹھیک ہے، کیونکہ یہ امیر کا حکم ہے اس لیے اسکی اطاعت کرنی ہوگی۔ باقیوں نے کہا کہ نہیں، یہ خودکشی ہے، ہمیں یہ نہیں کرنا چاہئے۔ پھر بھی کچھ ایسے تھے جو کودنے کیلئے تیار تھے۔ تب امیر نے انہیں روکا اور کہا کہ نہیں نہیں میں تو صرف مذاق کر رہا تھا۔ جب وہ واپس لوٹے اور آنحضور ﷺ کو یہ واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آپ لوگ ایسا کر گزرتے تو یہ غلط ہوتا۔ یہ خودکشی ہوتی۔ امیر کا یہ فیصلہ معروف نہیں تھا اور اسلام کی تعلیم اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق نہیں تھا اور جنہوں نے ایسا کرنے سے انکار کیا تھا انہوں نے ٹھیک کیا اور جو آگ میں کودنے کیلئے تیار تھے وہ غلطی پر تھے اور امیر کا یہ حکم دینا بھی غلط تھا۔ یہ اصل بات ہے کہ جو فیصلہ قرآن کریم کی تعلیم اور سنت کے برخلاف ہو وہ معروف نہیں۔ اور ایسے فیصلے سے انکار کرنا آپ کا حق ہے لیکن جو فیصلہ قرآن اور سنت کے مطابق ہو اس کی اطاعت کرنا آپ پر لازم ہے۔ اگر آپ کہیں کہ فلاں بات اچھی نہیں ہے اور فلاں بات درست نہیں ہے تو آپ خلیفہ وقت کو لکھیں۔ آپ ان سے دریافت کریں کہ آپ ہمیں حکم کیوں دے رہے ہیں؟ آپ ہمیں اس ارشاد یا ہدایت کی تعمیل کرنے کا کیوں حکم دے رہے ہیں جبکہ وہ غلط ہے اور قرآن اور سنت کے مخالف ہے۔ پھر خلیفہ وقت یہ ثابت کرے گا کہ اس کا فیصلہ صحیح تھا۔ یا وہ اس بات کا اعتراف کرے گا کہ تم صحیح ہو اور پھر وہ اس فیصلہ کو واپس لے لے گا۔ لیکن آپ کو سوشل میڈیا پر غلط باتیں کرنے یا لوگوں کو گمراہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ کچھ خدام اور اطفال مسجد سے دور ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے والدین ان کو مسجد نہیں لے کر آتے۔ ایسے خدام اور اطفال سے بمشکل تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اس معاملے کے متعلق حضور انور کی کیا راہنمائی ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ اگر وہ اپنے والدین کی وجہ سے جماعت سے دور ہو چکے ہیں تو پھر جماعتی نظام کے تحت اور انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ایک مشترکہ اور مربوط کوشش ہونی چاہئے تاکہ ان والدین یا بزرگوں کی تربیت کرسکیں۔ ان کو ان کی شکایات کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ عمومی طور پر والدین میں جماعت سے اس وجہ سے دوری ہو جاتی ہے کیونکہ عہدیداران سے ان کی ذاتی رنجش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر عہدیدار اچھے بھی ہوں تو بھی وہ بدل جائیں گے۔ تو عہدیداران کا کام ہے کہ وہ ان لوگوں کے شبہات اور رنجشوں کو دور کرنے والے ہوں۔ جب ان کی اصلاح ہو جائے گی تو بچوں کی بھی اصلاح ہو جائے گی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کو منصوبہ بندی بھی کرنی چاہئے کہ ان کا اطفال اور خدام کے ساتھ ایک ذاتی تعلق ہو۔ صرف ان کو مسجد یا میٹنگز یا اجتماعات پر آنے کیلئے نہیں کہنا بلکہ اگر آپ کی کھیلنے کی جگہیں ہوں اور آپ وہاں فٹ بال یا کسی اور کھیل کھیلنے کیلئے جمع ہوں تو آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ ادھر کھیلنے آجاؤ۔ تو جب وہ آپ کے پاس کھیلنے کیلئے آنا شروع ہو جائیں گے تو وہ آپ سے ایک حد تک جڑ جائیں گے اور وقت کے ساتھ ساتھ ان کا جماعت سے اور آپ سے تعلق بہتر ہو جائے گا۔ تو خدام الاحمدیہ کے تمام عہدیداروں کو ایک ٹیم تشکیل دینی چاہئے تاکہ وہ لوگ جو جماعت سے اتنا زیادہ جڑے نہیں ہیں ان سے ذاتی روابط قائم کرنے کی کوشش کریں اور اس طریقے سے وہ آپ کے زیادہ قریب آجائیں گے لیکن اس سے پہلے جماعت کی مکمل انتظامیہ کے تحت ایک مربوط کوشش ہونی چاہئے۔ یعنی جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کے تحت جس کے ذریعہ سے وہ ان کے والدین کے شبہات اور رنجش کو دور کرسکیں۔ اور لجنہ بھی یہ کرے۔ اگر ان کی اصلاح ہو جاتی ہے تو وہ جماعت سے جڑ جائیں گے اور بچے بھی مسجد آنا شروع ہو جائیں گے۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ آپ بچوں کو جماعت سے جوڑنے میں کامیاب ہو جائیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد ان کے والدین ان کو کہیں کہ نہیں تم مسجد نہیں جاسکتے، اگر وہ 15 سال یا اس سے کم عمر کے ہوں گے۔ اگر وہ اس سے اوپر ہوں تو وہ اپنا خود فیصلہ کر سکتے ہیں لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ ہمیں پوری فیملی کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے اور اس کیلئے ہمیں پرعزم طریقہ سے کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ کس طرح وہ اپنے دوستوں کو مذہب پر یقین اور ہر فرد کی زندگی میں مذہب کی اہمیت کا بتا سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ عملی احمدی مسلمان ہیں اور آپ کے دوست آپ میں کوئی خاص بات محسوس کرتے ہیں تو وہ خود اس کو محسوس کریں گے۔ اگر آپ اچھے اخلاق کے مالک ہیں اور ہر کسی سے ہمیشہ اچھے طریق سے پیش آتے ہیں اور آپ کے طور طریقے باقی طلبہ سے الگ ہیں تو پھر وہ آپ سے خود پوچھیں گے کہ ایسا کیوں ہے۔ پھر آپ انہیں بتا سکتے ہیں کہ یہ اس لیے ہے کہ میں ایک احمدی مسلمان ہوں اور ہم مذہب میں یقین رکھتے ہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ جب ہم کچھ اچھا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس دنیا میں یا آخرت میں اسکا اجر دیتا ہے اور پھر کیونکہ ہم حیات بعد الموت کے قائل ہیں اس لیے اپنے اللہ کو راضی رکھنے کیلئے اور اچھے اجر کے حصول کیلئے ہم اچھے کام کرتے ہیں اور ہم معاشرے میں پیار، امن اور رواداری بڑھانے کیلئے اچھے کام کرتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے حقوق اللہ کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ جب آپ ان سے اس طرح بات کریں گے تو پھر جو دلچسپی رکھتے ہیں وہ آپ سے مذہب کے بارے میں مزید پوچھیں گے۔ جو دلچسپی نہیں رکھتے وہ آپ کو چھوڑ دیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ آپ کا مذاق اڑائیں۔ لیکن آپ نے ان کی پروا نہیں کرنی۔ آپ کو ان کے مذاق اڑانے کی وجہ سے کسی قسم کے احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کو خود اپنے گرد ایک ماحول بنانا ہوگا تاکہ لوگ آپ سے پوچھیں کہ مذہب کیا ہے؟

ایک اَور خادم نے ایسا ہی سوال کیا کہ وہ سکول میں اور اپنی روزمرہ زندگی میں منفی پہلوؤں سے کس طرح نبرد آزما ہو سکتے ہیں؟

حضور انور نے ایک مرتبہ پھر اپنے مثالی نمونہ کو پیش کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو اچھے دوست بنانے چاہئیں۔ اگر آپ فطرتاً اچھے ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہیں تو پہلا حکم تو اس کے آگے جھکنے کا ہے، نماز ادا کرنے کا ہے۔ جب سکول کے دوران بھی نماز کا وقت ہو جائے تو نماز پڑھنے کی کوشش کریں۔ اپنے استاد سے اجازت لیں کہ بریک (break) میں یا جب بریک نہ بھی ہو کہ اس وقت میری نماز کا وقت ہے۔ اگر آپ مجھے چند منٹ دے دیں تاکہ میں نماز ادا کرلوں تو اس طرح آپ کے باقی دوست سمجھ جائیں گے کہ آپ الگ مزاج کے آدمی ہیں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ اگر آپ کے اخلاق اچھے ہیں، آپ ہمیشہ اچھی طرح پیش آتے ہیں، آپ کی زبان ہمیشہ اچھی ہوتی ہے، آپ کسی بداخلاقی میں ملوث نہیں ہیں، دوسروں کا برا نہیں سوچتے اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچاتے ہیں، کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتے، ہمیشہ اپنے سکول کے کام میں یا سکول کی دیگر سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں، تب انہیں پتا لگ جائے گا کہ یہ طلبہ باقیوں سے مختلف ہیں اور ایسے طلبہ جو اچھی فطرت کے ہیں وہ خود آپ کے پاس آئیں گے اور آپ کو دوست بنانا چاہیں گے۔ تو یہ طریق ہے ...... پھر اپنا دینی علم بڑھانے کی کوشش کریں کیونکہ بعض دفعہ وہ آپ سے سوال کر سکتے ہیں اور بحث کر سکتے ہیں۔ وہ بہت سے سوالات کر سکتے ہیں اور پھر وہ جب آپ سے سوال کریں گے تو آپ کو اس قابل ہونا چاہئے کہ ان کے سوالات کے جواب مذہبی نقطہ سے دے سکیں۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب وقت ختم ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ کافی سوالات کے جوابات دیے جا چکے ہیں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ میں کئی نیک چہرے دیکھ سکتا ہوں۔ کافی نیک فطرت خدام یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان میں مضبوطی پیدا کرے اور انہیں جماعت کا اور اپنی قوم کا مفید اثاثہ بنائے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 29/مارچ 2022ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمارے نبی ﷺ نے ہمارے لئے توحید کے قیام کے بھی نمونے قائم کئے، عبادتوں کے بھی نمونے قائم کئے، اعلیٰ اخلاق کے بھی نمونے قائم کئے اور حقوق العباد کے بھی نمونے قائم فرمائے، لیکن افسوس ہے کہ آجکل کی مسلم اکثریت دعویٰ تو آپؐ کی محبت کا کرتی ہے لیکن عمل اس کے اُلٹ ہیں۔ (خطبہ جمعہ 1 دسمبر 2017)

طالب دعا: بی۔ ایس۔ عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دِل ✡ مَیں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

اِس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم ✡ جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

بقیہ سوال و جواب از صفحہ نمبر 2

کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سُرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے۔ (رپورٹ مجلس مشاورت 1936ء، خطابات شوریٰ، جلد دوم، صفحہ 18)

پس ہمارا ایمان ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام وہی موعود مسیح ہیں جن کی آمد کی پیش خبریاں صحف سابقہ میں موجود ہیں اور اسکے ساتھ ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بات کی قدرت رکھتا ہے کہ جب وہ چاہے دنیا کی ہدایت کیلئے کسی مصلح کو مبعوث کر سکتا ہے۔ لیکن دنیا کا یہ سات ہزار سالہ دور چونکہ ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور کہلاتا ہے اس لیے اس سات ہزار سالہ دور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو شریعت مکمل ہو گئی تھی، اسکی تجدید کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے ایک امتی کو جو آپ کے عشق اور آپ کی غلامی میں سب سے آگے نکل گیا دین محمدی کی خدمت کیلئے چنا۔ اور اگر آئندہ ضرورت پڑی تو ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق اور مسیح محمدی کے متبعین میں سے کسی کو موعود خلیفہ کے طور پر اس دین کی خدمت کیلئے چنے گا جو آپ کا خلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ مثیل مسیح کے مقام پر بھی فائز ہوگا۔ جیسا کہ حضرت فضل عمر بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے وجود باجود کے ذریعہ ایک مرتبہ پہلے یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔

آپ کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ توحید کی تعلیم کی تکمیل قرآن کریم کے ذریعہ ہی ہوئی ہے۔ پہلی کتب میں توحید کی تعلیم موجود تو تھی لیکن وہ اُس زمانہ کے انسان کے عقل و شعور کے مطابق تھی۔ لیکن جب دین کامل ہوا تو توحید کی بھی وہ تعلیم دی گئی جو ہر لحاظ سے اپنے کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ نیز جس کثرت اور تکرار کے ساتھ قرآن کریم نے توحید کا اعلان فرمایا ہے اس کثرت سے پہلی کتب میں توحید کی تعلیم نہیں دی گئی۔ پھر قرآن کریم میں مختلف انداز میں توحید کی تعلیم کا ذکر ہے جبکہ پہلی کتب میں ایسا نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں جس شان اور جس قطعیت کے ساتھ قرآن کریم نے توحید کی تعلیم کو بیان فرمایا ہے کسی مذہب میں اسے اس طرح بیان نہیں کیا گیا۔ چنانچہ سورۃ الاخلاص جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کا تیسرا حصہ قرار دیا (بخاری، کتاب فضائل القرآن، بَاب فَضْلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) خدا تعالیٰ کی توحید کی تعلیم پر مبنی نہایت جامع سورت ہے۔

دین اسلام میں دی جانے والی توحید کی تعلیم کے کمال کو بیان کرتے ہوئے سورۃ الاخلاص کے حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: توریت میں خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کا کہیں پورے طور پر ذکر نہیں۔ اگر توریت میں کوئی ایسی سورۃ ہوتی جیسا کہ قرآن شریف میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ (الاخلاص: 2 تا 5) ہے تو شاید عیسائی اس مخلوق پرستی کی بلا سے رک جاتے۔

(کتاب البریہ، روحانی خزائن، جلد 13، صفحہ 84)

پھر اسلام نے خدا تعالیٰ کے ذاتی نام "اللہ" سے مخلوق کو متعارف کروایا اور یہ نام توحید کی جڑھ ہے جو ہر قسم کی صفات الٰہیہ کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: قرآن کی اصطلاح کی رُو سے اللہ اُس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیاں حُسن و احسان کے کمال کے نقطہ پر پہنچی ہوئی ہوں اور کوئی مَنقصت اُسکی ذات میں نہ ہو۔ قرآن شریف میں تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹھہرایا ہے تا اِس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفات کاملہ اس میں پائی جائیں۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 248)

فرمایا: اللہ جس کا ترجمہ ہے وہ معبود۔ یعنی وہ ذات جو غیر مدرک اور فوق العقول اور وراء الوراء اور دقیق در دقیق ہے جس کی طرف ہر ایک چیز عابدانہ رنگ میں یعنی عشقی فنا کی حالت میں جو نظری فنا ہے یا حقیقی فنا کی حالت میں جو موت ہے رجوع کر رہی ہے۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 268)

فرمایا: قرآن شریف جس خدا کو منوانا چاہتا ہے وہ تمام نقائص سے منزہ اور تمام صفات کاملہ سے موصوف ہے۔ کیونکہ اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں سکتا اور کمال دو قسم کے ہوتے ہیں یا بلحاظ حُسن کے یا بلحاظ احسان کے۔ پس وہ دونوں قسم کے کمال اس لفظ میں پائے جاتے ہیں۔ دوسری قوموں نے جو لفظ خدا تعالیٰ کیلئے تجویز کئے ہیں وہ ایسے جامع نہیں ہیں۔ اور یہی لفظ اللہ کا دوسرے باطل مذاہب کے معبودوں کی ہستی اور ان کی صفات کے مسئلہ کی پوری تردید کرتا ہے۔

(الحکم نمبر 17، جلد 7، مورخہ 10 مئی 1903ء صفحہ 2)

پھر سورت فاتحہ قرآن کریم کی ایک ایسی سورت ہے جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم الکتاب اور اُم القرآن قرار دیا ہے (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، بَاب فَاتِحَةِ الْكِتَابِ) اس میں توحید کی جیسی جامع تعلیم پائی جاتی ہے اس کی مثال کسی اور مذہب میں تلاش کرنا عبث ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: سورۃ الفاتحہ پر جو قرآن شریف کا باریک نقشہ ہے، اور اُم الکتاب بھی جس کا نام ہے خوب غور کرو کہ اس میں اجمال کے ساتھ قرآن کریم کے تمام معارف درج ہیں۔ چنانچہ الحمد للہ سے اس کو شروع کیا گیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ تمام محامد اللہ ہی کیلئے ہیں اس میں یہ تعلیم ہے کہ تمام منافع اور تمدنی زندگی کی ساری بہبودگیاں اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں کیونکہ ہر قسم کی ستائش کا سزاوار جب کہ وہی ہے تو معطی حقیقی بھی وہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ کسی قسم کی تعریف و ستائش کا مستحق وہ نہیں بھی ہے، جو کفر کی بات ہے۔ پس الحمد للہ میں کیسی توحید کی جامع تعلیم پائی جاتی ہے جو انسان کو دنیا کی تمام چیزوں کی عبودیت اور بالذات نفع رساں نہ ہونے کی طرف لے جاتی ہے اور واضح اور بیّن طور پر یہ ذہن نشین کرتی ہے کہ ہر نفع اور سود حقیقی اور ذاتی طور پر خدا تعالیٰ کی ہی طرف سے آتا ہے کیونکہ تمام محامد اُسی کیلئے سزاوار ہیں۔ پس ہر نفع اور سود میں خدا تعالیٰ ہی کو مقدم کرو۔ اس کے سوا کوئی کام آنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے اگر خلاف ہو تو اولاد بھی دشمن ہو سکتی ہے اور ہو جاتی ہے۔

(الحکم نمبر 32، جلد 5، مؤرخہ 31/اگست 1901ء صفحہ 1)

پس اسلام نے توحید کی تعلیم کی جس معراج اور اس کی جن تفصیلات کو اپنے متبعین کیلئے بیان کیا ہے، جنہیں قرآن کریم میں بھی مختلف پیرایوں میں بیان کیا گیا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے اور آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات و تقاریر میں اسے خوب کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ ان کا پہلی شریعتوں میں کہیں ذکر نہیں ملتا۔

سوال کراچی سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ چاشت کی نماز پڑھنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے وہ اس طرح ہے کہ صبح کی نماز کے بعد جب سورج نیزہ برابر نکل آئے تو دو رکعت نماز پڑھنی ہوتی ہے اور دو رکعت نماز تب پڑھی جاتی ہے، جب سورج اچھی طرح نکل آئے۔ مجھے پہلی دو رکعات کے وقت کا پتہ نہیں چلتا لہٰذا میں بعد والی دو رکعات پڑھ لیتی ہوں۔ کیا یہ طریق درست ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 31/اگست 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب نماز فجر کی ادائیگی اور سورج نکلنے کے بعد نماز ظہر سے پہلے پہلے نماز اشراق، نماز ضحیٰ اور صلوٰۃ الاوابین کے نام سے مختلف نفلی نمازوں کا ذکر احادیث میں ملتا ہے۔ یہ فرض نمازیں نہیں بلکہ جیسا کہ بتایا کہ نفلی نمازیں ہیں، اس لیے ان میں سے جو نماز کوئی پڑھنا چاہے پڑھ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ نمازیں نہ پڑھ سکے تو اس پر گناہ کوئی نہیں ہے۔

جہاں تک ان نفلی نمازوں کے وقت کی بات ہے تو نماز فجر کے بعد سورج نکلنے پر دو رکعت نفل نماز پڑھنے کے بارے میں حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر وہیں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرتا رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ پھر اس نے دو رکعات نماز ادا کی تو اسے ایک حج اور عمرہ کا پورا پورا ثواب ملے گا۔ (ترمذی، کتاب الجمعۃ، بَاب ذِكْرِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)

علماء و فقہاء اس نماز کو نماز اشراق یا پہلی نماز ضحیٰ کہتے ہیں اور اسکے وقت کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ نماز اس وقت پڑھی جائے گی جب نیزہ کے برابر سورج طلوع ہو جائے۔ (تحفۃ الاحوذی شرح سنن ترمذی کتاب الجمعۃ)

نیزہ کے برابر سورج طلوع ہونے کا مطلب ہے کہ جب سورج کی پیلاہٹ دور ہو جائے اور نماز پڑھنے کیلئے جو ممنوع وقت ہے وہ ختم ہو جائے یعنی گھڑی کے اعتبار سے سورج نکلنے کے قریباً آدھا گھنٹہ بعد یہ وقت شروع ہو جاتا ہے۔

چاشت کی نماز کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ حَافَظَ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، بَاب مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الضُّحَى) یعنی جس نے چاشت کی دو رکعتیں ہمیشہ پڑھیں اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہی کیوں نہ ہوں۔

علماء و فقہاء کے نزدیک اس نماز کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج کی گرمی میں ایسی شدت آ جائے کہ اس سے ریت اتنی گرم ہو جائے جس سے اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔ چنانچہ حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صلوٰۃ الاوابین کا وقت وہ ہے جب (سورج کی تپش سے ریت اتنی گرم ہو جائے کہ اس پر چلنے والے) اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔ (مسلم، کِتَاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا بَاب صَلَاةِ الْأَوَّابِينَ حِينَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ)

اس حدیث کی بنا پر چاشت کی نماز یا صلوٰۃ الضحیٰ کو صلوٰۃ الاوابین (یعنی خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والوں کی نماز) بھی کہا جاتا ہے۔ بہر حال اس نماز کا وقت طلوع آفتاب سے زوال آفتاب کے درمیانی وقت پر شروع ہوتا ہے۔ گھڑی کے لحاظ سے یہ وقت ہمارے یہاں اسلام آباد یوکے میں قریباً پونے دس بجے بنے گا۔ (کیونکہ آج طلوع آفتاب 6:15 پر تھا اور زوال آفتاب 4:13 پر تھا) پس چاشت یا ضحیٰ یا صلوٰۃ الاوابین کا وقت آجکل پونے دس بجے شروع ہوتا ہے اور سورج کے سر پر آنے سے پہلے تک رہتا ہے۔ اور جب سورج عین سر پر آ جائے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کے علاوہ باقی دنوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، بَاب الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الزَّوَالِ)

پس اشراق کی نماز آپ سورج نکلنے کے آدھا گھنٹہ بعد تک پڑھ سکتی ہیں اور چاشت کی نماز آپ سورج نکلنے اور اس کے ڈھلنے کے درمیانی وقت میں پڑھ سکتی ہیں۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(مطبوعہ اخبار روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 2/دسمبر 2023ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ

اے ہمارے رب! جسے تو آگ میں داخل کرے گا اسے تو تُونے یقیناً ذلیل کر دیا اور ظالموں کا کوئی (بھی) مددگار نہیں ہوگا۔ (آل عمران 193)

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد باری تعالیٰ

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں عقل مندوں کیلئے یقیناً کئی نشان (موجود) ہیں۔ (آل عمران 191)

طالب دعا: بی. ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی. ایم. بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُمَدَّ لَهُ فِي عُمْرِهِ وَيُزَادَ فِي رِزْقِهِ فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۲۶۶)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی خواہش ہو کہ اسکی عمر لمبی ہو اور رزق میں فروانی ہو تو اسکو چاہئے کہ اپنے والدین سے حُسنِ سلوک کرے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے۔

طالب دعا: شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر11677: میں عالیہ صباحت بنت مکرم ظفراللہ خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 12 جون 2006 پیدائشی احمدی ساکن دارلبرکات ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 14 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: ایک عدد گلے کا ہار 44 گرام، ایک عدد گلے کا ہار 20 گرام، دو جوڑی ہاتھ کے کنگن 20 گرام، کان کی بالیاں تین جوڑی 30 گرام، ایک عدد انگوٹھی 6 گرام (تمام زیورات 120 گرام 24 کیریٹ)۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ظفراللہ خان الامۃ: عالیہ صباحت گواہ : شہادت خان

مسل نمبر11678: میں زینب افروز زوجہ مکرم ظفراللہ خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 16 اپریل 1987 پیدائشی احمدی ساکن حلقہ داالبرکات کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 14 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: ایک عدد چین 15 گرام، 2 جوڑی جھمکے 8 گرام، کان کا پھول ایک جوڑی 3 گرام، ایک جوڑی چوڑی 4 گرام (کل وزن 30 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 2 جوڑی پائل کل وزن 10 گرام، حق مہر مبلغ 47525 روپے جو خاکسار اپنے خاوند سے حاصل کر چکی ہے۔اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ظفراللہ خان الامۃ: زینب افروز گواہ: شہادت خان

مسل نمبر11679: میں سمیرہ نورین بنت مکرم میر عظمت علی صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 17 اپریل 2006 پیدائشی احمدی ساکن حلقہ دارالبرکات ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 14 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: گلے کا ہار ایک عدد، کان کی بالی ایک جوڑی (کل وزن 20 گرام 22 کیریٹ) میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظفراللہ خان الامۃ: سمیرہ نورین گواہ: شہادت خان

مسل نمبر11680: میں صائمہ وسیم بنت مکرم وسیم احمد کے صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 13 مارچ 2005 پیدائشی احمدی ساکن "دارل 122" koyyodanchal کڈالی ضلع کنور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 21 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: ہار 8 گرام، بریسلیٹ 4 گرام، انگوٹھی 2 گرام، بالیاں 2 گرام تمام زیورات 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: وسیم احمد الامۃ: صائمہ وسیم گواہ: ابن شفیق احمد

مسل نمبر11681: میں پی کے شکیلہ زوجہ مکرم شمس الدین ایم پی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 52 سال پیدائشی احمدی ساکن koyyodanchal کڈالی صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 10 دسمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 8 گرام 22 کیریٹ، حق مہر 3000 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ایم پی شمس الدین الامۃ : پی کے شکیلہ گواہ : این شفیق احمد

مسل نمبر11682: میں فریدہ بی ایم زوجہ مکرم عزیز احمد وی پی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 53 سال پیدائشی احمدی ساکن شفینہ منزل koyyodanchal کڈالی ضلع کنّور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 12 جنوری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر 5000 روپے، میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 3000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سی ایم حسن الامۃ : فریدہ بی ایم گواہ : شفیق احمد

مسل نمبر11683: میں سمیرہ سجیت زوجہ مکرم سجیت محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ آنلائن ٹیچر تاریخ پیدائش 27 مئی 1976 تاریخ بیعت 15 مئی 2015 ساکن امواج کناتھ روڈ نیو ماہی بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ یکم اپریل 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ٹیچنگ ماہوار 12000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سمیر مصطفیٰ الامۃ: سمیرہ سجیت گواہ: منور احمد ایم

مسل نمبر11684: میں فردوسی پروین زوجہ مکرم مجرول اسلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 37 سال پیدائشی احمدی ساکن شری رامپور گو پیناتھ پور مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 3 دسمبر 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 25 گرام 22 کیریٹ، حق مہر 25000 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالکبیر الامۃ: فردوسی پروین گواہ: محمد رستم احمدی

مسل نمبر11685: میں حسن آراء خاتون زوجہ مکرم محمد کبیر الاسلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 3 جنوری 1998 پیدائشی احمدی ساکن بھرتپور دانگہ پاڑا مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 24 جنوری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 23.30 گرام 22 کیریٹ، حق مہر 30000 روپے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کبیر الاسلام الامۃ: حسن آراء خاتون گواہ: محمد رستم احمدی

مسل نمبر11686: میں پاکیزہ مجید بنت مکرم سید طارق مجید صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 23 اگست 2004 پیدائشی احمدی ساکن محلہ محمود ننگل باغبانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 8 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید طارق مجید الامۃ: پاکیزہ مجید گواہ: حاذق مجید

مسل نمبر11687: میں حاذق مجید ولد مکرم طارق مجید صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ محمود ننگل باغبانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ 8 مارچ 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سید طارق مجید العبد: حاذق مجید گواہ: سید ارشد مجید

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میرے ایسے رشتہ دار ہیں کہ اگر میں ان سے صلہ رحمی کروں تو وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں اگر حُسنِ سلوک کروں تو بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور اگر میں انکے حق میں بُردباری سے کام لوں تو وہ میرے خلاف جہالت کا رویّہ اختیار کرتے ہیں۔ آپؐ نے یہ سُن کر فرمایا جیسا تُو نے کہا ہے اگر تو ایسا ہی ہے تو تُو انکے مُنہ میں مٹّی ڈالتا ہے۔ (مسلم کتاب البِرِّ وَالصِّلَۃِ)

طالب دعا : سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 25 - April - 2024 Issue. 17

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ایسا کوئی شخص نہیں ہوسکتا جو اتنی تکلیفوں اتنے دکھوں اور اتنی مصیبت کے وقت دوسروں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرے ایسے وقت میں تو لوگ کسی کے ساتھ بات کرنے کے بھی روادار نہیں ہوتے چہ جائیکہ وہ کسی کے ساتھ ہمدردی کی باتیں کریں

جنگ اُحد کے واقعات کا ایمان افروز تذکرہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کے خوبصورت پہلوؤں کا اظہار

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19/ اپریل 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جنگ احد کے واقعات کے ضمن میں کچھ اور واقعات ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے خوبصورت پہلوؤں کا مزید پتا چلتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو جب فوت ہوئے تو ان پر قرض تھا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی کہ آپ ان کے قرض خواہوں کو سمجھائیں کہ وہ ان کے قرض میں سے کچھ کمی کر دیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس خواہش کا اظہار کیا مگر انہوں نے کمی نہیں کی۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی کھجوروں کی ہر ایک قسم کو الگ الگ رکھو پھر مجھے پیغام بھیجنا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ان لوگوں کو ماپ کر دو۔ چنانچہ میں نے ان کو ماپ کر دیا یہاں تک کہ جو ان کا حق تھا میں نے ان کو پورا دے دیا پھر بھی میری کھجوریں بچ گئیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدوں کے لئے دعا کی کہ اے خدا احد کے شہیدوں کے پسماندگان کے لئے اچھے خبر گیر پیدا فرما۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح آپ نے مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی احد کے شہیدوں کے پسماندگان کی دلجوئی فرمائی اور ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا اور باوجود اس کے کہ آپ زخمی ہو چکے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ترین رشتہ دار شہید ہو گئے تھے اور آپ کے عزیز ترین صحابہ فوت ہو گئے تھے آپ برابر قدم بہ قدم مدینہ کے لوگوں کی دلجوئی فرما رہے تھے۔ آپ کو اپنی تکلیف کا ذرہ بھی احساس نہ تھا۔ آپ کے سوا ایسا کوئی شخص نہیں ہوسکتا جو اتنی تکلیفوں اتنے دکھوں اور اتنی مصیبت کے وقت دوسروں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرے۔ ایسے وقت میں تو لوگ کسی کے ساتھ بات کرنے کے بھی روادار نہیں ہوتے چہ جائیکہ وہ کسی کے ساتھ ہمدردی کی باتیں کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے احد کی جنگ ایک نہایت صبر آزما جنگ تھی اس سے پہلے کبھی آپ پر قاتلانہ حملہ نہ ہوا تھا اور نہ صرف یہ کہ جنگ احد میں آپ پر حملہ ہی ہوا اور نہ صرف یہ کہ آپ کے بعض دانت بھی ٹوٹ گئے اور نہ صرف یہ کہ آپ زخمی ہو گئے بلکہ دشمن آپ کی بے ہوشی کی حالت میں آپ کے اوپر سے اور آپ کے ساتھیوں کے اوپر سے ان کے جسموں کو روندتا ہوا گزرا اور یہ آپ کی زندگی میں اپنی قسم کی پہلی مثال تھی مگر اس جنگ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح بلند حوصلگی اور اپنے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ پیش کیا اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور دلجوئی کی۔ اس جنگ کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اخلاق کے کتنے بلند ترین مقام پر کھڑے تھے اور اس جنگ میں صحابہ کی عدیم المثال قربانیوں کا بھی پتہ چلتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ ختم ہونے پر مدینہ واپس تشریف لا رہے تھے۔ مدینہ کی عورتیں جو آپ کی شہادت کی خبر سن کر سخت بے قرار تھیں اب وہ آپ کی آمد کی خبر سن کر آپ کے استقبال کے لئے مدینہ سے باہر کچھ فاصلہ پر پہنچ گئی تھیں ان میں آپ کی ایک سالی حمنہ بنت جحش بھی تھیں ان کے تین نہایت قریبی رشتہ دار جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا اپنے مُردے کا افسوس کرو۔ یہ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ تمہارا عزیز مارا گیا ہے۔ حمنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس مُردے کا افسوس کروں؟ آپ نے فرمایا تمہارا ماموں حمزہ شہید ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حمنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور پھر کہا اللہ تعالیٰ ان کے مدارج بلند کرے وہ کیسی اچھی موت مرے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اچھا اپنے ایک اور مرنے والے کا افسوس کر لو۔ تو حمنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا؟ آپ نے فرمایا تمہارا بھائی عبداللہ بن جحش بھی شہید ہو گیا ہے۔ حمنہ نے پھر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا الحمد للہ وہ تو بڑی اچھی موت مرے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا حمنہ اپنے ایک اور مُردے کا افسوس کرو۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا؟ آپ نے فرمایا تیرا خاوند بھی شہید ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حمنہ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور اس نے کہا ہائے افسوس۔ یہ دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ کتنا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ جب میں نے حمنہ کو اس کے ماموں کے شہید ہونے کی خبر دی تو اس نے پڑھا انا للہ وانا الیہ راجعون، جب میں نے اسے اس کے بھائی کے شہید ہونے کی خبر دی تو اس نے پھر بھی انا للہ وانا الیہ راجعون ہی پڑھا لیکن جب میں نے اس کے خاوند کے شہید ہونے کی خبر دی تو اس نے ایک آہ بھر کر کہا ہائے افسوس اور وہ اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکی اور گھبرا گئی۔ پھر آپ نے فرمایا عورت کو ایسے وقت میں اپنے عزیز ترین رشتہ دار اور خونی رشتہ دار بھول جاتے ہیں لیکن اسے محبت کرنے والا خاوند یاد رہتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے حمنہ سے پوچھا تم نے اپنے خاوند کی وفات کی خبر سن کر ہائے افسوس کیوں کہا تھا؟ تو حمنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کے بیٹے یاد آ گئے تھے کہ ان کی کون رکھوالی کرے گا؟ آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی تمہارے خاوند سے بہتر خبر گیری کرنے والا کوئی شخص پیدا کر دے۔ چنانچہ اس دعا کا نتیجہ یہ تھا کہ حمنہ کی شادی حضرت طلحہ کے ساتھ ہوئی اور ان کے ہاں محمد بن طلحہ پیدا ہوا مگر تاریخوں میں ذکر آتا ہے کہ حضرت طلحہ اپنے بیٹے محمد کے ساتھ اتنی محبت اور شفقت نہیں کرتے تھے جتنی کہ حمنہ کے پہلے بچوں کے ساتھ۔ اور لوگ یہ کہتے تھے کہ کسی کے بچوں کو اتنی محبت سے پالنے والا طلحہ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ تھا۔

مدینہ کی عورتیں اپنے شہید مردوں پر رو رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں کے رونے کی آوازیں سنیں تو آپ کو مسلمانوں کی تکلیف کا خیال آیا اور آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ پھر آپ نے فرمایا ہمارے چچا اور رضائی بھائی حمزہ بھی شہید ہوئے ہیں لیکن ان کا ماتم کرنے والا کوئی نہیں۔ یہ سن کر صحابہ جن کو آپ کے جذبات اور احساسات کو پورا کرنے کی تڑپ تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ آپ کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا جذبہ اور چھوٹے سے چھوٹا احساس بھی ایسا نہ رہ جائے جو پورا نہ ہو۔ وہ اپنے گھروں کی طرف دوڑے اور اپنی عورتوں سے جا کر کہا بس اب تم اپنے عزیزوں کو رونا بند کر دو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر جا کر حمزہ کا ماتم کرو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تھکے ہوئے تھے سو گئے۔ جب ثلث رات گذر گئی آپ بیدار ہوئے تو اس وقت عورتیں ابھی تک آپ کے مکان پر حضرت حمزہ کا نوحہ کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا یہ کیا ہو رہا ہے؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی عورتیں حضرت حمزہ کی وفات پر رو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مدینہ کی عورتوں پر رحم کرے انہوں نے میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ پھر فرمایا مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ انصار کو مجھ سے بہت زیادہ محبت ہے۔ ساتھ ہی فرمایا اس طرح نوحہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ امر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری قوم کی یہ عادت ہے اور اگر ہم اس طرح نہ روئیں تو ہمارے جذبات سرد نہیں ہو سکتے۔ آپ نے فرمایا رونے سے منع نہیں کرتا ہاں عورتوں سے کہہ دیا جائے کہ وہ منہ پر تھپڑ نہ ماریں اپنے بال نہ نوچیں اور کپڑوں کو نہ پھاڑیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاریخوں میں لکھا ہے کہ حضرت علی نے احد سے واپس آ کر حضرت فاطمہ کو اپنی تلوار دی اور کہا اِس کو دھو دو آج اِس تلوار نے بڑا کام کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کی یہ بات سن رہے تھے آپ نے فرمایا علی تمہاری ہی تلوار نے کام نہیں کیا اور بھی بہت سے تمہارے بھائی ہیں جن کی تلواروں نے جوہر دکھائے ہیں۔ آپ نے چھ سات صحابہ کے نام لیتے ہوئے فرمایا ان کی تلواریں تمہاری تلوار سے کم تو نہ تھیں۔ غرض آپ نے یہ بھی برداشت نہ کیا کہ آپ کا داماد کوئی ایسی بات کرے جس سے دوسرے صحابہ کے دلوں کو ٹھیس پہنچے۔

حضور انور نے فرمایا: جنگ احد کے واقعات یہاں ختم ہوتے ہیں۔ ایک اور غزوہ جس کا نام غزوہ حمراء الاسد ہے جو شوال تین ہجری میں ہوا اس کا ذکر کرتا ہوں۔ غزوہ احد کے اختتام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت مدینہ تشریف لائے اور باوجود شدید زخمی ہونے کے مغرب کی نماز بھی صحابہ کے سہارے چل کر مسجد میں تشریف لا کر ادا کی اور اسی طرح عشاء کی نماز بھی مسجد میں تشریف لا کر ادا کی۔ نماز عشاء کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف تو لے گئے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ ساری رات جاگتے ہوئے ہی گزاری کیونکہ آپ کو یہ خدشہ تھا کہ ابوسفیان اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا سکتا ہے اسی وجہ سے مدینہ میں ایک قسم کی ہنگامی حالت ہی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے باہر بھی مسلسل پہرہ رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی معلوم کرایا تھا کہ ابوسفیان کے ارادے کیا ہیں۔ کیا وہ مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ ہر چند کہ ابتدائی رپورٹ یہی ملی کہ ابوسفیان بڑی تیزی سے اپنے لشکر کو لیکر مکہ کی طرف رواں دواں ہے لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے غافل نہیں رہے۔ آخر کار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندیشے درست ثابت ہوئے اور رات ابھی پوری طرح ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع مل گئی کہ ابوسفیان اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے آنے کو تیار ہے۔ البتہ اسی لشکر میں موجود ایک اور سردار صفوان بن امیہ نے مشوہ دیا کہ ایسا ہرگز نہ کرنا۔ اس وقت مدینہ پر حملہ کرنے کا سوچنا بھی نہ ورنہ بہت بری طرح شکست کھاؤ گے لیکن ابوسفیان اور اس کے دوسرے ساتھیوں کی اکثریت نے یہی فیصلہ کیا کہ ہمیں مدینہ پر حملہ کرنا چاہئے ورنہ مکہ کیا منہ لے کر جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: اس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ فرمایا: دعائیں جاری رکھیں۔ جیسا کہ خیال تھا اور خدشہ تھا ایران پر براہ راست اسرائیل نے حملہ کر دیا۔ اس سے مزید حالات خراب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان دنیا کے لیڈروں کو بھی عقل دے جو عالمی جنگ کو ہوا دینے کی مزید کوشش کر رہے ہیں اور مسلم امہ کو بھی سمجھ اور عقل دے اور ان کو توفیق دے کہ وہ ایک بن کر مقابلہ کریں اور حکمت اپنا سکیں۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم مولانا غلام احمد صاحب نسیم، مربی سلسلہ، سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ، حال امریکہ اور مکرم ڈاکٹر احسان اللہ ظفر صاحب سابق امیر جماعت امریکہ کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد دونوں مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad